قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعرات 17 مارچ 2022ء | 14 شعبان 1443 ہجری قمری | 17 امان 1401 ہجری شمسی | جلد: 4 | شمارہ: 66

ارشادِ باری تعالیٰ

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ﴿۳﴾ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۴﴾

(الجمعہ: 3-4)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ (وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ) قَالَ قُلْتُ مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ حَتّٰى سَأَلَ ثَلَاثًا وَفِيْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِیُّ وَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ عَلٰى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ: لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ اَوْ رَجُلٌ مِنْ هٰؤُلَآءِ۔

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ جمعہ باب قولہ وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ سورۃ جمعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی جس میں یہ آیت بھی تھی۔ وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ حضورؐ سے میں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کا کوئی جواب نہ دیا۔ حتی کہ حضورؐ سے تین دفعہ پوچھا۔ اسی مجلس میں حضرت سلمان فارسیؓ بھی بیٹھے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ حضرت سلمانؓ پر رکھ کر فرمایا کہ اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہو گا۔ تو ان (اہل فارس) میں سے ایک شخص یا ایک سے زائد اشخاص اس کو پا لیں گے۔

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

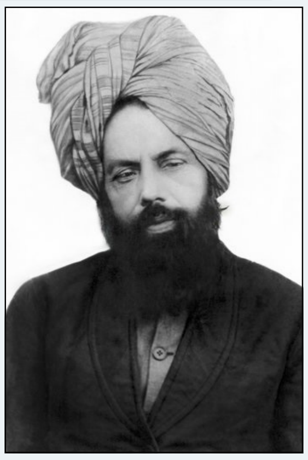

اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ واثقہ کی رُو سے کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر: 10) اس زمانہ میں بھی آسمان سے ایک معلم آیا جو اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعہ: 4) کا مِصداق اور موعُود ہے۔ وُہ وہی ہے جو تمہارے درمیان بول رہا ہے۔ میں پھر رسول کریم ﷺ کی پیشین گوئی کی طرف عَود کر کے کہتا ہوں کہ آپؐ نے اس زمانہ کی ہی بابت خبر دی تھی کہ لوگ قرآن کو پڑھیں گے، لیکن وُہ اُن کے حلق سے نیچے نہ اُترے گا۔ اب ہمارے مخالف۔ نہیں نہیں اللہ تعالیٰ کے وعدوں کی قدر نہ کرنے والے اور رسول اللہ ﷺ کی باتوں پر دھیان نہ دینے والے خوب گلے مروڑ مروڑ کر يٰعِيْسٰۤى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَیَّ (آل عمران: 56) اور فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِىْ (المائدہ: 118) قرآن میں عجیب لہجہ سے پڑھتے ہیں، لیکن سمجھتے نہیں اور افسوس تو یہ ہے کہ اگر کوئی ناصح مشفق بن کر سمجھانا چاہے تو سمجھنے کی کوشش بھی نہیں کرتے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 60 ایڈیشن 1988ء)

فرمانِ خلیفۂ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اس ضمن میں ایک بات اور بھی کرنا چاہتا ہوں۔ گزشتہ دنوں 23/مارچ کے حوالے سے بعض لوگ جو آجکل طریقہ ہے ایک دوسرے کو masseges کے ذریعہ سے فون پہ، واٹس ایپ (WhatsApp) وغیرہ پہ مبارکبادیں دے رہے تھے۔ اگر تو اس نیت سے مبارکبادیں دی تھیں کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا اور اس بات کا شکر اور مبارکباد تھی کہ آپ کے ماننے سے ہم ان ہدایت یافتہ مسلمانوں میں شامل ہو گئے ہیں جو دین کے مددگار اور اس کی خوبیوں کو دنیا میں پھیلانے والے ہیں تو یقیناً یہ مبارکبادیں دینا ان مبارکباد دینے والوں کا حق تھا۔ اس میں کوئی حرج نہیں اور اس میں کوئی بدعت بھی نہیں۔ مجھے حیرت ہے کہ ان مبارکباد دینے والوں کو ایک صاحب نے انہی پیغاموں میں اپنے پیغام کے ذریعہ سے ایک بڑا سخت قسم کا خط لکھ کر سختی سے روکا اور کہا کہ اس طرح تم لوگ بدعات میں پڑ جاؤ گے جیسا کہ باقی مسلمان پڑ گئے ہیں۔ حیرت ہے ان صاحب پر جو میرے خیال میں دینی علم بھی رکھتے ہیں اور نظام کا بھی ان کو پتا ہے۔ وہ کیسے یہ کہہ سکتے ہیں کہ تم بدعات میں پڑ جاؤ گے۔ باقی مسلمانوں کے پاس خلافت کی نعمت نہیں ہے جو کہ احمدیوں کے پاس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ماننے کی وجہ سے ہے۔ اگر کوئی غلط بات یا بدعت پیدا ہوتی نظر آئے گی تو اگر خلافت صحیح ہے اور خلافت حقہ ہے تو اسے خود ہی انشاء اللہ تعالیٰ روک لے گی۔ پھر اس طرف بھی دیکھنا چاہئے کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ بھی ہے۔ لوگوں کی نیتوں پہ شبہ نہیں کرنا چاہئے۔ کسی نے نیک نیتی سے دی ہوں گی۔ پس ان صاحب کو بھی خلافت کی ڈھال کے پیچھے رہتے ہوئے بات کرنی چاہئے تھی۔

(خطبہ جمعہ 25 مارچ 2016ء)

اس شمارہ میں

- پردہ مسلمان عورت کی شان (منظوم)
- ’’الفضل آسمان پر قوس قزح کی طرح ہے‘‘
- سورۃ الجن، المزمل، المدثر، القیامۃ اور الدھر کا تعارف
- تعارف صحابہ کرامؓ

دربارِ خلافت

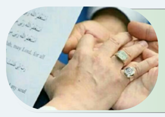

خلافت کے نظام کے تحت یہ فیض جاری رہے گا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت عبد الستار صاحبؓ ولد عبد اللہ صاحب فرماتے ہیں۔ ان کی 1892ء کی بیعت ہے کہ میری بیوی نے خواب سنائی کہ مجھے حضرت صاحب نے دو روپے دیئے ہیں۔ جب مقدمہ فتح ہوا تو حضرت صاحب نے مجھے دو روپے دیئے۔ اس طرح وہ خواب پورا ہوا اور مَیں نے اپنی بیوی کو وہ دونوں روپے دے کر خواب پورا کر دیا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ غیر مطبوعہ جلد 6 صفحہ 188 روایات حضرت عبد الستار صاحبؓ)

پھر حضرت امیر محمد خان صاحبؓ ہی کی ایک روایت ہے۔ کہتے ہیں یکم جون 1905ء کو مَیں نے خواب کے اندر ایک مصفّٰی پانی سے، (صاف پانی سے) مچھلیاں پکڑنی شروع کیں کہ اتنے میں ایک طوفان آیا اور ذرا ہی کم ہوا تھا کہ اتنے میں زلزلہ سے زمین ہلنی شروع ہوگئی اور مَیں زمین کو ہلتے دیکھ کر سربسجود ہو گیا اور سجدے کے اندر یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ پڑھنا شروع کر دیا کہ اتنے میں ایک اور زلزلہ آیا جس پر لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ یہ تو معمولی زلزلہ ہے، زور کا زلزلہ تو نہیں آیا۔ جب انہوں نے یہ کہنا شروع کیا تو میرے دل میں ڈالا گیا کہ تم بھی ابھی سربسجود رہو، زلزلہ آتا ہے۔ اور اس کے بعد ایک ایسا زلزلہ آیا جس سے بہت ہی سخت تباہی ہوئی''۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ غیر مطبوعہ جلد 6 صفحہ 138 روایات حضرت امیر محمد خانصاحبؓ)

یہ جون 1905ء کے خواب کا ذکر کر رہے ہیں۔ کانگڑہ کا جو زلزلہ بڑا زبردست آیا تھا، وہ تو اپریل میں آیا تھا اور اُس کے بعد بھی پھر زلزلے آئے ہیں۔ تو شاید آئندہ زلزلوں کی بھی ان کو اطلاع دی گئی۔ پھر جنگِ عظیم کی طرف بھی اشارہ ہوسکتا ہے۔ لیکن بہر حال ایک بات، ایک سبق اس میں یہ بھی ہے کہ ایک زلزلہ کی آفت کی حالت کو دیکھ کے یا دوسری آفات کو دیکھ کے انسان کو لاپرواہ نہیں ہو جانا چاہئے بلکہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے آگے سر جھکا رہنا چاہئے اور اُسی سے لَو لگائے رکھو تبھی آفات سے بچت ہوسکتی ہے۔ کیونکہ یہ زمانہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ ہے، ان میں زلازل کی اور آفات کی بہت زیادہ پیشگوئیاں ہیں۔ اس لئے اس طرف بھی اشارہ ملتا ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے آگے ہمیشہ جھکے رہنا چاہئے۔ لاپرواہ نہ ہو جائیں۔ پھر امیر محمد خان صاحبؓ ہی فرماتے ہیں کہ 29/ مئی 1905ء کو مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بارش اور آندھی کا طوفان ہے جس کو دیکھ کر لوگ ایک درخت کے نیچے سے میدان میں بھاگے۔ اس خیال سے کہ کہیں یہ درخت ہمیں نہ دبالے۔ مگر غریب اور مسکین لوگوں نے درخت کے سائے کو غنیمت جانا اور میدان سے بھاگ کر درخت کے نیچے آ گئے اور جونہی اُن غرباء کا درخت کے سائے میں پناہ لینا تھا کہ طوفان سے میدان والے تباہ ہو گئے۔ یہ دیکھ کر میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے۔ ختم وہی ہے جس کا اختتام ایسا ہو۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ غیر مطبوعہ جلد 6 صفحہ 137-138 از روایات حضرت امیر محمد خانصاحبؓ)

تو عموماً دیکھا گیا ہے کہ امراء کی نسبت غرباء ہی زیادہ تر انبیاء کو ماننے والے بھی ہوتے ہیں اور اُن کی چھاؤں میں آنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حضرت امیر محمد خان صاحبؓ فرماتے ہیں کہ 25/ جون 1905ء کو مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب کے اندر اپنے گھر موضع اہرانہ میں عبادت فرماتے ہوئے دیکھا۔ آپ جب عبادت سے فارغ ہوئے تو حضور گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ جب تھوڑی دور تشریف لے گئے تو فرمایا کہ کوئی ہے

بقیہ صفحہ 4 پر

پردہ مسلمان عورت کی شان

پردہ ہی بنتِ حوّا کا فخر و وقار ہے
مستور جو نہیں ہے وہی اصل نار ہے

روح و بدن کا کرب ہے، دل پر یہ بار ہے
ہر اجنبی نگاہ جو تقوی پہ وار ہے

زیور حیا کا، حسن بڑھاتا ہے، یاد رکھ!
پاکیزگی، حجاب ہی تیرا سنگھار ہے

محرم کے واسطے ہو سبھی زینت و سنگھار
دیتا یہ حکم ہم کو خدا بار بار ہے

ہر اک بری نظر سے بچاتا ہے تجھ کو یہ
پردہ ہے اک فصیل، حیا اک حصار ہے

بے پردگی عذاب، حیا میں سکون ہے
القصہ، اک گلاب اور ایک خار ہے

صدف علیم صدیقی۔ ریجائنا، کینیڈا

آج کی دعا

اے میرے محسن اور اے خدا! مَیں ایک تیرا ناکارہ بندہ پُر معصیت اور پُر غفلت ہوں۔ تُو نے مجھ سے ظلم پر ظلم دیکھا اور انعام پر انعام کیا اور گناہ پر گناہ دیکھا اور احسان پر احسان کیا۔ تُو نے ہمیشہ میری پردہ پوشی کی اور اپنی بے شمار نعمتوں سے مجھے متمتع کیا۔ سو اب بھی مجھ نالائق اور پُر گناہ پر رحم کر اور میری بے باکی اور ناسپاسی کو معاف فرما اور مجھ کو میرے اس غم سے نجات بخش کہ بجز تیرے اور کوئی چارہ گر نہیں۔ آمین ثم آمین۔

(مکتوبات احمد جلد نمبر 2 صفحہ 10 مکتوب نمبر 2 بنام حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحبؓ جدید ایڈیشن)

یہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ کی غلطیوں، کوتاہیوں، گناہوں کی بخشش کی دعا ہے۔

بہت پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اس زمانے میں آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق نے جو ہمیں دعائیں سکھائی ہیں۔ اس بارے میں ان کے بھی ایک دو نمونے پیش کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ (مندرجہ بالا دعا) پس یہ دعائیں ہیں جو ہمارا خاصہ ہونا چاہئیں۔ تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ میں بھی رہیں اور اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں اور گناہوں پر نظر بھی رکھتے رہیں اور اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہوئے ان سے بچنے کی کوشش بھی کرتے رہیں۔

(خطبہ جمعہ 27مارچ 2009ء)

مرسلہ: مریم رحمٰن

اداریہ

’’الفضل آسمان پرقوس قزح کی طرح ہے‘‘

الفضل کے حوالے سے ماہ جنوری میں موصول ہونے والی قارئین کی آراء وتبصرے

قسط 3

’’الفضل آسمان پر قوس قزح کی طرح ہے‘‘

الفضل آن لائن خدا کے فضل و کرم سے اور آپ اور آپ کی ٹیم کی کاوشوں سے بہت شاندار ہوتا جا رہا ہے مجھے یہ آسمان پر ’’قوس قزح‘‘ کی طرح لگتا ہے۔

(نغمانہ سلیم۔جرمنی)

☆…☆…☆

’’تمام مضامین جاندار و محرک ہوتے ہیں‘‘

مورخہ 18دسمبر 2021ء کے اداریہ کے حوالے سے کہوں گا کہ مالی یعنی مضمون نگاروں نے بہت پانی دیا ہے اور ابھی بھی دے رہے ہیں۔ مضامین ہمیشہ ہی جاندار اور محرک ہوتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے سب افراد نمی (یاددہانی) چاہتے ہیں۔مٹی زرخیز ہے،اذہان الحمدللہ اچھے ہیں، سارے لکھاری اعلیٰ سے اعلیٰ لکھ رہے ہیں۔ اور مالک پھل پھول بھی لگا رہا ہے،الفضل آن لائن روز بروز بہترین ہو رہا ہے۔علمی اور تربیتی مضامین کا بھی اپنا ایک الگ مقام ہے جو الفضل کی اعلیٰ ترین ادارت اور مضمون نگاروں کی علمی قابلیت کے آئینہ دار ہیں۔

(ڈاکٹر نصیر احمد۔یوکے)

☆…☆…☆

’’الفضل ایک روحانی خزانے کی حیثیت رکھتا ہے‘‘

الفضل اخبار کو جو برکت اور اہمیت حاصل ہے وہ کسی اور اخبار کو نہیں۔حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نظر اس پر پڑتی ہے۔ اس میں شائع ہونے والا ہر مواد کسی نہ کسی رنگ میں فائدہ مند ہوتا ہے۔ اس لئے یہ اخبار قدر کی نگاہ سے دیکھا اور پڑھا جاتا ہے۔ یہ وہ اخبار ہے جس میں ہم کو بیک وقت ارشاد باری تعالیٰ، فرمانِ نبوی ﷺ، ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ، خلفاء کرام کے خطبات و خطبہ جمعہ، اور حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شب و روز کی دینی مصروفیات، تعلیمی، تربیتی، تبلیغی، تنظیمی،سیاسی، سماجی،معاشرتی اور طبی امور پر مضامین پڑھنے کو ملتے ہیں۔ یہ اخبار ایک روحانی خزانہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک پیشگوئی کے مطابق وہ دنیا میں مال کو لٹائے گا۔آج الفضل ہی روحانی طور پر مال لٹا رہا ہے۔اور پھر ہم اپنے گھر میں بیٹھ کر معلومات میں اضافہ اور اپنے اہل و عیال کی تربیت کر لیتے ہیں۔ الحمدللہ

(محمد عمر تماپوری۔انڈیا)

☆…☆…☆

’’سبھی مضامین نہایت اعلیٰ پائے کے ہوتے ہیں‘‘

روزنامہ الفضل کے سبھی مضامین بہت عمدہ اور پڑھنے والے ہوتے ہیں۔ آج مورخہ 23 دسمبر 2021ء کا آرٹیکل جس کا عنوان ’’جماعت احمدیہ کے عظیم الشان جلسہ سالانہ کی بنیادی اینٹ اور سو منزلہ دلکش عمارت‘‘ پڑھا۔جسے پڑھ کر میرے ایمان و ایقان میں نمایاں اضافہ ہوا۔ ربوہ اور قادیان کے جلسہ سالانہ کی یادیں ایک بار پھر تازہ ہوگئیں۔

(ارشد محمود۔ یونان)

☆…☆…☆

’’تحریر کی دلکشی نے اسیر کئے رکھا‘‘

الفضل 23دسمبر میں آرٹیکل بعنوان ’’جماعت احمدیہ کے عظیم الشان جلسہ سالانہ کی بنیادی اینٹ اور سَو منزلہ خوب صورت و دلکش عمارت‘‘ بہت ایمان افروز ہے۔موضوع اور تحریر کی دلکشی نے اسیر کئے رکھا۔ جزاك اللہ خیراً۔ جماعت کی ترقی کی پیشگوئیاں بڑی شان سے پوری ہوتی ہوئی دیکھ رہے ہیں اور ان شاء اللہ۔ کئی رخ اور کئی پہلوؤں سے دیکھتے رہیں گے۔1991ء میں جلسہ ہائے سالانہ کو سَو سال پورے ہونے پر مجلہ المحراب کا سوواں جلسہ سالانہ نمبر تیار کرنے کے مراحل میں بڑے انہماک سے اس موضوع پر تحقیق کی تھی۔ اس لئے غیر معمولی دلچسپی سے پڑھتی ہوں۔ کل مکرم سید شمشاد احمد ناصر مربی سلسلہ نے مسجد سے زوم کے ذریعے معمول کا درس دیتے ہوئے آرٹیکل کے اقتباسات پڑھ کر سنائے۔جن کی وضاحت کرتے ہوئے بیان میں اپنے جذبات شامل کر کے دلنشین رنگ دے دیا جس سے لطف اور اثر دوبالا ہوگیا۔ دعا ہے کہ ہم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منشاء کی حقیقی روح کو سمجھتے ہوئے خود کو رضائے الٰہی کے مطابق ڈھال سکیں۔ آمین اللّٰھم آمین۔

(امتہ الباری ناصر۔امریکہ)

☆…☆…☆

’’الفضل، روحانی غذا جس کے بغیر ناشتہ مکمل نہیں ہوتا‘‘

خاکسار روزنامہ الفضل کی مستقل قاری ہے اور ناشتہ کے فوراً بعد الفضل کا مطالعہ خاکسار کے معمول میں شامل ہے۔ بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ ناشتہ مکمل ہی اس روحانی غذا کے ساتھ ہوتا ہے تو غلط نہ ہوگا۔ یوں تو روزنامہ الفضل کے تمام مضامین ہی ازدیادِ علم و ایمان کا باعث ہوتے ہیں لیکن چند ایک مضامین و اداریے ذہن و دل پہ گہرے نقوش چھوڑ جاتے ہیں… نیز مختلف عناوین کے تحت چھوٹے چھوٹے کالم بھی اخبار میں دلچسپی کا باعث ہیں جیسا کہ چھوٹی مگر سبق آموز بات

(ثمرہ خالد۔جرمنی)

☆…☆…☆

’’صحابہ کا تعارف قابل ستائش ہے‘‘

مکرم غلام مصباح بلوچ ڈھونڈ ڈھونڈ کر صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعارف کروا رہے ہیں جو بہت خوشکن امر ہے۔بعض مقامات پر اس کثرت سے صحابہ ہوئے ہیں کہ ان کے نام اور اخلاص و وفا کے واقعات تحریر میں نہیں آسکے۔ اس لحاظ سے غلام مصباح بلوچ صاحب کی ریسرچ بہت قابل ستائش ہے۔

ایک اور مکتوب میں لکھا۔

’’قائد اعظم اور جماعت احمدیہ حقائق پر مبنی ایک عمدہ مضمون‘‘

25دسمبر 2021ء قائد اعظم محمد علی جناح بانئ پاکستان کے یوم پیدائش پر مکرم جمیل احمد بٹ کا مضمون (قائد اعظم اور جماعت احمدیہ) بہت پسند آیا۔بہت جامع اور حقائق پر مبنی مضمون ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری پاکستانی قوم کی آنکھوں سے احمدیت کے خلاف تعصب کی پٹی اتارے۔محبت اور وفاداری اور حب الوطنی کے جو جذبات افراد جماعت احمدیہ کے دلوں میں ہیں انہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور ملک و قوم کو قائد اعظم کے اصولوں پر چلنے کی توفیق دے، آمین۔

(ابن ایف آر بسمل)

☆…☆…☆

’’کفو کی تلاش ایک عمدہ مضمون‘‘

مورخہ 6جنوری 2022ء کے شمارے میں سعدیہ طارق صاحبہ نے ’’ہم کفو کی تلاش‘‘ میں رشتہ کرنے کے حوالے سے نہایت اختصار کے ساتھ مسائل کو اجاگر کر کے ان کا حل بھی بیان کر دیا ہے۔اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا کرے آمین۔

(عبدالباری طارق)

☆…☆…☆

’’کووڈ میں الفضل نے تنہائیاں دور کر دیں‘‘

لندن آ کر خاص کر کووڈ اور گھروں میں بیٹھنے کی وجہ سے نئی زندگی، تازگی اور تنہائی کا احساس نہ ہونے کا سبب ’’روزنامہ الفضل‘‘ بنا۔جس کی بدولت روزانہ روحانی ماحول گھر بیٹھے باقاعدگی سے ملتا ہے۔جیسے کہا جاتا ہے کہ ’’صحبت صالحین‘‘ ایمان کو تازہ رکھنے اور اپنی زندگیوں کو بہتر کرنے کے لئے ضروری ہے یہ بھی روز نامہ الفضل سے ملتا رہتا ہے۔ بزرگوں کے ایمان افروز واقعات، دعائیں، قبولیت دعا کے واقعات سے، ایمان کی پختگی اور جذبۂ ایمان مل رہا ہے۔

(چوہدری محمد امجد جمیل۔لندن)

☆…☆…☆

’’خطوط اخبار کے معیار کو بہتر کرنے میں موثر کردار ادا کر رہے ہیں‘‘

صحافت کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو یہ پتہ چلتا ہے کہ پرنٹ میڈیا کی ابتداء ہی سے تمام بڑے اخبارات کے اہم صفحات پر جگہ پانے والوں میں ’’ایڈیٹر کے نام خطوط‘‘ کے عنوان سے مراسلات کی اشاعت رہی ہے۔

یہ سیاسی، مذہبی، علمی اور تاریخی موضوعات کے علاوہ اخبار کے قارئین کی تجاویز اور اخبار میں شائع ہونے والے مضامین پر تبصروں پر مشتمل ہوتے تھے اور رہیں۔ ...روزنامہ الفضل آن لائن میں بھی جب سے اس سلسلہ کی ابتداء ہوئی ہے تب سے بہت سے ایسے خطوط نظر سے گزرے جنہوں نے بہت متاثر کیا تھا۔ الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل، خلیفہ وقت کی دعاؤں، راہنمائی اور ادارے کے ٹیم ورک کے نتیجہ میں الفضل آن لائن دنیا بھر کے احباب کی توجہ کا مرکز بن رہا ہے۔ عام قاری کا رجحان بھی اب لکھنے کی طرف مائل ہو رہا ہے۔ یہ بہت اچھی اور مثبت تبدیلی ہے۔ اس لئے یہ ’’ایڈیٹر کے نام خطوط‘‘ روزنامہ الفضل آن لائن کے معیار کو بہتر کرنے اور بہترین موضوعات کی فراہمی میں بہترین کردار ادا کر رہے ہیں۔

ایک تجویز

’’ایڈیٹر کے نام خطوط‘‘ کے ذریعے خاکسار ایک تجویز ادارے کی خدمت میں لکھ رہا ہے، کہ الفضل آن لائن میں ’’یاد رفتگان‘‘ کے حوالے سے مضامین کی اشاعت کی تعداد میں اضافہ کئے جانے کی ضرورت ہے۔ اس کی درج ذیل وجوہات ہیں۔

اول یہ کہ وفات یافتگان سلسلہ اور خاندان کے بزرگان کا ذکر خیر ہوجاتا ہے اور ان کے لئے دعائیں ہوجاتی ہیں۔

دوم ان کے عزیز و اقارب اور دوستوں اور جماعت، خاندان کی نئ نسل کو ان کی پرانی خدمات کا علم ہوتا ہے اور بات سے بات نکلتی ہے۔

سوم ’’یاد رفتگان‘‘ ایسے موضوعات پر لکھے جانے والے مضامین خاندان، عزیز و اقارب، احباب جماعت میں بہت پڑھے جاتے ہیں۔ ایسے مضامین اور ’’ایڈیٹر کے نام خطوط‘‘ بعد میں بطور ریفرنس بھی استعمال ہوتے ہیں۔ اس طرح کی تشہیر سے الفضل اخبار کے مطالعے کی طرف رجحان بھی جنم لیتا ہے۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ ایک بار حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بھی احباب جماعت کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کروائی تھی کہ احباب خاندانوں کے پرانے بزرگوں کو یاد کریں ان کی تاریخ اکٹھی کریں۔ پاکستان سے احمدیوں کی بڑی تعداد بیرون ممالک میں منتقل ہو چکی ہے ان کے سینوں میں پاکستان میں بجالانے والے دینی خدمات کے خزانے مدفون ہیں ان کو قلم کے ذریعے باہر لا کر الفضل کی زینت بنانے کی اشد ضرورت ہے تا کہ سنہری تاریخ محفوظ ہو سکے۔

(منور علی شاہد۔جرمنی)

☆...☆...☆

’’الفضل روحانی سیرابی کا باعث‘‘

الفضل آن لائن جہاں ہمیں حالات سے باخبر رکھتا ہے وہاں ہماری روحانی پیاس کو بھی بجھاتا ہے۔ میں ہر تحریر بغور پڑھتا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے ان پر عمل کرنے کی بھی توفیق دے آمین۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ، الفضل آن لائن سے میرا روزانہ کا تعلق قائم رکھے، آمین۔

الفضل آن لائن نعمت خداوندی ہے
بھائیو! اسی سے قائم ہماری بندگی ہے

ایک اور مکتوب میں لکھتے ہیں۔

الفضل آن لائن ہمارے لئے بیش بہا قیمتی خزانہ ہے اور گھر بیٹھے ہمیں اس علمی خزانہ سے حصہ ملتا ہے۔ ... تحریرات پڑھنے اور عمل کرنے کی متقاضی ہیں۔ خدا تعالیٰ روزنامہ الفضل آن لائن کو ہمیشہ ترقیات سے نوازے، آمین۔

مزید لکھتے ہیں۔

بلاشبہ الفضل آن لائن ہماری روحانی پیاس بجھانے کے لئے اک بہترین روزنامہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ، فرمان رسولؐ اور حضرت سلطان القلمؑ کے خزائن اور خلیفۂ وقت و دیگر تحریرات خدا کی رضا کے حصول میں ہماری ممد و مددگار ہیں۔ میرے خیال میں شاید یہ واحد روزنامہ ہے جو پوری دنیا میں سرکولیٹ ہوتا ہے اور دوسرا کوئی نہیں۔ خدا تعالیٰ اسے مینار نور بنائے اور ہمیں اس سے روشنی حاصل کرنے والا بنا دے۔ آمین۔

(اے آر بھٹی)

☆...☆...☆

’’الفضل دینی و دنیاوی علوم کا ماخذ‘‘

الفضل آن لائن شاندار اور لاجواب مضامین سے پر ہوتا ہے۔ دینی و دنیاوی علوم کے حصول میں لاجواب ہے۔ تمام لکھنے والوں اور انتظامی امور سرانجام دینے والوں کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔

(مبشر احمد)

☆...☆...☆

’’تشنہ روحوں کی سیرابی کا باعث‘‘

روزنامہ الفضل 15 جنوری 2022ء کے شمارہ میں ’’روزنامہ الفضل آن لائن کا تعارف‘‘ کے عنوان سے آرٹیکل پڑھنے کا موقع ملا۔ بہت ہی معلوماتی مضمون ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ کی اجازت اور دعا سے جاری ہونے والی اس نہر سے سیراب ہونے والے قارئین اور اسکی قلمی معاونت میں حصہ لینے والے مضمون نگار اور شعراء سب ہی بہت خوش نصیب ہیں۔ اللہ تعالیٰ پیارے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی قیادت اور رہنمائی میں پھلنے پھولنے والے اس اخبار کو جو کئی طوفانوں سے گزر کر کامیابیوں کی منازل طے کرتا ہوا اب آن لائن جریدے کی شکل میں ہمارے دلوں کو منور کر رہا ہے دن دوگنی رات چوگنی ترقی دیتا چلا جائے۔ آمین۔

(امتہ القیوم انجم۔کینیڈا)

☆...☆...☆

’’الفضل کے تمام مضامین اپنی مثال آپ ہوتے ہیں‘‘

الفضل میں شائع ہونے والے مضامین تو اپنی مثال آپ ہوتے ہیں۔ ماشاء اللہ۔ لیکن بعض مضمون بہت ایمان افروز ہوتے ہیں جیسے کہ ’’محترم انصر صاحب کا احمدیت کا ورثہ‘‘ بہت اچھا سلسلہ شروع کیا ہے آپ نے۔ جزاك اللہ۔ کیونکہ ہم جیسے پیدائشی احمدی شاید اس چیز کی اتنی قدر و قیمت نہ جانتے ہوں۔ اسی طرح چند روز قبل ’’ہم کفو کی تلاش‘‘ کے موضوع پر بہت اچھا مواد پڑھنے کو ملا۔ اس کے ساتھ ساتھ مولانا عطاء المجیب صاحب کا قسط وار ’’حاصل مطالعہ‘‘ اور مولانا شمشاد صاحب نے جو اپنی دادی اماں کے بارے میں لکھا پڑھ کر اپنی نانی جان اور دادی جان یاد آ گئیں۔ واقعی کتنے سادہ، سچے اور بہادر لوگ تھے ان لوگوں نے کیسی اطمینان بھری زندگیاں گزاری ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ساری ٹیم کو بہترین جزائے خیر سے نوازے۔ آمین

(خالدہ نزہت۔آسٹریلیا)

☆...☆...☆

’’ٹیکنالوجی کا بہترین استعمال‘‘

روزنامہ الفضل آن لائن آج کل کی ٹیکنالوجی کی نعمت سے روزانہ موبائل پر دیکھنے اور پڑھنے کا موقع ملتا ہے۔ الحمدللہ۔

روزنامہ الفضل میں جہاں بہت سارے علمی اور معلوماتی مضامین پڑھنے کو ملتے ہیں وہاں اگلے دن ہفتہ کے شمارہ میں حضور کے تازہ خطبہ جمعہ کا خلاصہ بھی پڑھنے کو ملتا ہے۔ جو اس لحاظ سے بہت خوش کن ہے کہ حضور انور کے تازہ خطبہ جمعہ کے خلاصہ سے بعض اہم پوائنٹس کے علاوہ بعض ایمان افروز واقعات بھی باقاعدگی سے بچوں کو بتانے کا موقع ملتا رہتا ہے۔ الحمدللہ۔

(ملک منیر احمد۔ ٹوکیو، جاپان)

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

جو مولوی صاحب یعنی حضرت خلیفہ اول سے کہیں کہ وہ بھی جلد تیار ہوں اور یہ رقعہ اسی نواب صاحب مولوی صاحب کو دے دیں۔ رقعہ میں یہ لکھا ہوا معلوم ہوتا تھا کہ فلاں چیز جو از قسم روپیہ یا جواہرات کے ہے، ساتھ لیتے آویں۔تب مَیں نے عرض کی کہ حضور مَیں حاضر ہوں اور حضور سے رقعہ لے کر فوراً حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں پہنچا دیا۔ جب هم سرزمینِ مکہ میں پہنچے۔ (یہ سفر جاری ہے اور مکّہ کی طرف جا رہے ہیں۔ جب مکّہ میں پہنچے) تو وہاں چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں نظر آئیں جن میں پتھر اور روڑے اور چونا تھا اور ان پتھروں اور روڑوں اور چونے کے بیچوں بیچ بہتے ہوئے مصفّٰی پانی کی چھوٹی چھوٹی نالیاں تھیں جسے دیکھ کر خیال آیا کہ یہ سب خدا کا فضل ہے جو پانی اس طریق سے بہہ رہا ہے۔ اگر یہ نالیاں زلزلے سے درہم برہم ہو جائیں تو پانی خراب ہو جائے‘‘۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ غیر مطبوعہ جلد 6 صفحہ 138-139 روایات حضرت امیر محمد خان صاحبؓ)

اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس کی اصل تعبیر کیا ہے۔ لیکن بہر حال یہ اشارہ بھی لگتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کے غلام مکّہ مکرمہ سے ایک دن پھر اسلام کی حقیقی اور صاف اور دل و جان کو صاف کرنے والی تعلیم سے دنیا کو بھی صاف کرنے کی کوشش کریں گے اور خلافت کے نظام کے تحت یہ فیض جاری رہے گا اور مختلف قومیں اس سے پانی پئیں گی اور فائدہ اُٹھائیں گی اور یہ فیضان جاری رہے گا ان شاء اللہ۔

(خطبہ جمعہ 8/ فروری 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

عائشہ چوہدری۔ جرمنی

سورۃ الجن، المزمل، المدثر، القیامۃ اور الدھر کا تعارف

از حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

سورۃ الجن

یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی اور بسم اللہ سمیت اس کی انتیس آیات ہیں۔

اس سورت کا ایک تعلق تو سورت نوح سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بھی قوم کو یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ اگر تم اس پیغام کو قبول کر لو گے تو آسمان سے تم پر بکثرت رحمت کا پانی نازل ہو گا اور اگر نہیں کرو گے تو تمہیں ایک ہمیشہ بڑھتے رہنے والے عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا۔ سورت نوح میں جس تباہی کے سیلاب کا ذکر ہے وہ بھی ایک مسلسل بڑھتا رہنے والا سیلاب تھا۔

اب ہم اس سورت کے مضامین پر عمومی نظر ڈالتے ہیں کہ اس میں جنّات کے حوالہ سے بعض بہت اہم مضامین چھیڑے گئے ہیں۔ عام علماء کا خیال ہے کہ یہاں جِنّات سے مراد آگ سے بنی ہوئی کوئی غیر مرئی مخلوق تھی حالانکہ مستند حدیثوں سے ثابت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آنے والے وفد سے، جو اِن معنوں میں جِنّات تھے کہ اپنی قوم کے بڑے لوگ تھے، جب ملاقات فرمائی تو باقاعدہ انہوں نے اپنے کھانے پکانے کا سامان کرنے کے لئے وہاں آگیں روشن کیں۔ پس یہاں ہرگز کسی فرضی جِن کا ذکر نہیں۔

علاوہ ازیں انہوں نے جن اہم امور کا تذکرہ چھیڑا ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہم میں سے بعض احمق لوگ عجیب جاہلانہ باتیں اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا کرتے تھے۔ نیز ہم میں یہ عقیدہ بھی رائج ہو گیا تھا کہ اب اللہ تعالیٰ کبھی کسی نبی کو مبعوث نہیں کرے گا۔ انہوں نے اس عقیدہ کو اس لئے غلط قرار دیا کہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے ایک عظیم نبی کی زیارت کی تھی۔

اس کے بعد مساجد کے متعلق فرمایا کہ وہ خالصۃً اللہ کے لئے بنائی جاتی ہیں۔ ان میں کسی اَور کی عبادت جائز نہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا ذکر ہے کہ عبادت کے دوران آپؐ کو کئی طرح کے غم و حزن اور تفکرات گھیر لیا کرتے تھے اور بار بار توجہ ہٹانے کی کوشش کرتے تھے مگر آپؐ کی توجہ اس کے باوجود کلیۃً اللہ ہی کے لئے خالص ہوا کرتی تھی جبکہ انسان روزمرہ یہ مشاہدہ کرتا ہے کہ اس کی خوشیاں، اس کے غم، اس کی توجہ کو عبادت سے ہٹانے میں اکثر کامیاب ہو جایا کرتے ہیں۔

یہاں ایک دفعہ پھر اس بات کا اعادہ فرمایا گیا ہے کہ جس عذاب کو تم بہت دُور دیکھ رہے ہو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ قریب ہے کہ دور ہے۔ جب عذاب آجائے تو پھر خواہ اسے انسان کتنا ہی دُور سمجھے اسے لازماً قریب دیکھتا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بکثرت غیب عطا ہوا۔ آپؐ خود عالم الغیب نہیں تھے بلکہ اللہ تعالیٰ یہ غیب ہمیشہ اپنے رسولوں ہی کو عطا کیا کرتا ہے جو اپنی ذات میں غیب کا کوئی علم نہیں رکھتے مگر جو غیب ان کو بتایا جاتا ہے وہ لازماً پورا ہو کر رہتا ہے۔ اسی طرح وہ فرشتے جو رسالت کی وحی لے کر آتے ہیں وہ آگے اور پیچھے حفاظت کرتے ہوئے چلتے ہیں تاکہ شیاطین اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہ کرسکیں۔ پس اللہ کے عظیم رسولوں کے بعد بھی بہت سے ان کے تابع رسول آیا کرتے ہیں جو اس وحی کی معنوی حفاظت پر معمور ہوتے ہیں۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 1083-1084)

سورۃ المزمل

یہ سورت ابتدائی مکی دور میں نازل ہوئی تھی اور بسم اللہ سمیت اس کی اکیس آیات ہیں۔

اس سے پہلی سورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کی جو کیفیت بیان کی گئی تھی اس کی تفصیل اس سورت کے آغاز ہی میں ملتی ہے جو مختصراً یہ ہے کہ آپؐ راتوں کو اٹھتے تھے۔ اس کا اکثر حصہ گریہ و زاری میں صرف کیا کرتے تھے۔ اپنی نفسانی خواہشات کو روندنے کا اس سے بہتر اور کوئی طریق نہیں کہ انسان رات کو اُٹھ کر عبادت کے ذریعہ اپنی ان خواہشات کو کچل ڈالے۔

اسی سورت میں ایک دفعہ پھر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ آپؐ کی مماثلت بیان فرمائی گئی ہے کہ آپؐ بھی ایک شارع رسول ہیں اور ایک صاحبِ جلال رسول ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخاطبین کو تنبیہ کی جارہی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام سے بڑھ کر صاحبِ جلال رسول ظاہر ہو چکا ہے۔ اس کی مخالفت کے نتیجہ میں سوائے اس کے کہ تم ہلاکتوں میں غرق کر دیئے جاؤ کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا جیسا کہ موسیٰؑ کے مقابل پر ایک بہت بڑے جابر نے آپؑ کے پیغام کو ردّ کرنے کی جرأت کی تھی اور ہلاک کر دیا گیا تھا۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 1089)

سورۃ المدثر

یہ سورت مکہ کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی اور بسم اللہ سمیت اس کی ستاون آیات ہیں۔

جس طرح پہلی سورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مُزَّمِّل قرار دیا گیا، گویا اپنے آپ کو مضبوطی سے ایک کمبل میں لپیٹ لیا ہو، اس سورت میں بھی یہی مضمون ہے اور اس امر کی تشریح ہے کہ وہ کون سے کپڑے ہیں جن کو نبی مضبوطی کے ساتھ اپنے ساتھ لگا لیتا ہے اور جن کو پاک کرتا رہتا ہے۔ یہاں کوئی ظاہری کپڑے ہرگز مراد نہیں ہیں بلکہ صحابہ رضوان اللہ علیہم کا ذکر ہے کہ وہ صحابہؓ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب رہتے ہیں آپؐ کی مُطَھِّر صحبت کے نتیجہ میں مسلسل پاک کئے جاتے ہیں اور وہ رُجز کو چھوڑتے چلے جاتے ہیں حالانکہ اس سے پہلے بہت سے ان میں سے ایسے تھے کہ ان کے لئے رُجز سے اجتناب ممکن نہ تھا۔

علاوہ ازیں رُجز سے مراد مشرکین مکّہ بھی ہو سکتے ہیں اور ان سے مکمل قطع تعلقی کا ارشاد فرمایا گیا ہے۔ اس سورت میں ایسے اُنیس ملائک کا ذکر ہے جو مجرموں کو سزا دینے میں کوئی نرمی نہیں دکھائیں گے۔

یہاں اُنیس کا عدد بعض ایسی انسانی استعدادوں کی طرف اشارہ کر رہا ہے جن کے غلط استعمال کے نتیجہ میں ان پر جہنم واجب ہوسکتی ہے۔ سر سے پاؤں تک اللہ تعالیٰ نے جو اعضاء انسان کو بخشے ہیں جن سے اگر کماحقّہ کام لیا جائے تو انسان گناہوں اور لغزشوں سے بچ سکتا ہے، ان اعضا کی تعداد غالباً اُنیس ہے۔ لیکن جو بھی تعداد ہو، یہ سورت اس بات پر روشنی ڈال رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جنود بے انتہا ہیں اور اُنیس کے عدد پر ٹھہر کر یہ نہ سمجھنا کہ صرف اُنیس فرشتے ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب کے فرشتے بھی بے شمار ہیں جو حسب حال انسان کی تعذیب پر مقرر کئے جاتے ہیں۔

اس سورت میں ایک قمر کی پیشگوئی فرمائی گئی ہے جو سورج کے بعد اس کی پیروی میں نمودار ہو گا۔ یہ بھی بہت معنی خیز کلام ہے۔ یہی مضمون سورۃ الشّمس میں بھی مذکور ہے۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 1094)

سورۃ القیامۃ

یہ سورت ابتدائی مکی دور میں نازل ہوئی اور بسم اللہ سمیت اس کی اکتالیس آیات ہیں۔

پچھلی سورت میں اہل جہنم کا اقرار ہے کہ ان کو جہنم کی سزا اس لئے ملی کہ وہ آخرت کا انکار کیا کرتے تھے۔ آخرت کے انکار کے نتیجہ میں بے انتہا جرائم پیدا ہوتے ہیں اور ساری دنیا فساد سے بھر جاتی ہے۔ پس اس سورت کے آغاز میں یومِ قیامت کو ہی گواہ ٹھہرایا گیا ہے اور اس نفس کو بھی جو بار بار اپنے آپ کو ملامت کرتا ہے اور اگر انسان اس ملامت سے فائدہ اٹھالے تو ہزار قسم کے گناہوں سے بچ سکتا ہے۔

قیامت کے متعلق منکرین کے انکار کی وجہ یہ بیان فرمائی گئی کہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ جب ظاہری طور پر اُن کے تمام اعضاء بکھر جائیں گے تو کس طرح اُن کو اللہ تعالیٰ اکٹھا کرے گا۔ یہ محض ان کی کم فہمی تھی کیونکہ قرآن کریم بڑی وضاحت سے یہ بات بارہا پیش کر چکا ہے کہ تمہارے ظاہری بدن اکٹھے نہیں کئے جائیں گے بلکہ روحانی بدن جمع کئے جائیں گے۔ مگر دشمن اپنے اس اصرار پر قائم رہا تا کہ وقت کے رسول سے تمسخر کر سکے اور آخرت کے انکار کی اپنی دانست میں معقول وجہ پیش کر سکے۔

فَاِذَا بَرِقَ الۡبَصَرُ وَ خَسَفَ الۡقَمَرُ وَ جُمِعَ الشَّمۡسُ وَ الۡقَمَرُ میں جن امور کا ذکر ہے انہیں قیامت پر چسپاں کرنا درست نہیں۔ یہ امور قربِ قیامت کی علامات میں سے ہیں نہ کہ قیامت کے واقعات میں سے۔ کیونکہ قیامت کے دن تو یہ نظام عالم کلیۃً فنا ہو جائے گا۔ نہ یہ سورج ہو گا۔ نہ یہ چاند، نہ ان کا محوری نظام، نہ ان کا کسوف، نہ اسے کوئی دیکھنے والا۔

فَاِذَا بَرِقَ الۡبَصَرُ یعنی جب آنکھیں پتھرا جائیں گی، سے یہ مراد ہے کہ اُن دنوں میں دنیا پر ہولناک عذاب نازل ہوں گے۔

آگے جو یہ فرمایا کہ اُس وقت مکذّب کے لئے فرار کی جگہ نہیں رہے گی تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسوف وخسوف وغیرہ کے نشانات خدا کے ایک موعود کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے ظاہر ہوں گے تا منکرین پر حجت تمام ہو جائے۔

سورج اور چاند کا کسوف وخسوف کب جمع ہوگا؟ اس کی تفصیل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق یہ ہے کہ معین تاریخوں میں ایک ہی مہینہ میں جس کا نام رمضان ہے، چاند اور سورج کا خسوف اور کسوف ہوگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق یہ واقعہ آپ کے مہدی کے سچا ہونے کی علامت ہے۔ پس یہ واقعہ رونما ہو چکا ہے۔ اسی مضمون کی ایک پیشگوئی حضرت مسیح ناصری علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمائی تھی۔

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اور معجزہ کا ذکر ہے۔ اتنی بڑی کتاب قرآن کریم تیئس برسوں میں نازل ہوئی اور نزول کے وقت آپؐ اس فکر میں کہ مَیں اسے فراموش نہ کر دوں، اپنی زبان کو تیزی سے حرکت دیتے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو یقین دلایا کہ ہم ہی نے یہ قرآن نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کو جمع کرنے پر قدرت رکھتے ہیں۔ پس ایک اُمّی پر تیئس سال میں نازل ہونے والا قرآن بحفاظت جمع کیا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس امر کو ایک عظیم الشان معجزہ قرار دیتے ہیں کہ اس تیئس سالہ عرصہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دشمن نے ہر طرح سے حملے کئے اور آپؐ کو ہلاک کرنے کی کوشش کی۔ اگر کچھ قرآن نازل ہونے کے بعد ہی نعوذ باللہ آپؐ کو دشمن ہلاک کرنے میں کامیاب ہو جاتا تو قرآن کے ایک کامل کتاب ہونے کا دعویٰ، نعوذ باللہ، باطل اور بالکل بے معنی ہو جاتا۔

اس کے آخر پر انسانی پیدائش کے مراحل بیان کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ وہ مسلسل ترقی پذیر ہے۔ پس کیسے ممکن ہے کہ وہ بالآخر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر نہ ہو اور اپنے اعمال کا جوابدہ نہ ٹھہرایا جائے۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 1101-1102)

سورۃ الدھر

یہ سورت ابتدائی مکی دور میں نازل ہوئی اور بسم اللہ سمیت اس کی بتیس آیات ہیں۔

اس سورت میں انسان کو اس کے آغاز کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک ایسا بھی دَور اس پر گزرا ہے جب وہ کوئی قابلِ ذکر چیز نہیں تھا۔ حالانکہ انسان جب سے وجود میں آیا ہے تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ قابل ذکر وہی تھا۔ پس یہاں انسان کی ابتدائی حالتوں کا ذکر ہے کہ انسان ایسے ابتدائی، ارتقائی دور میں سے بھی گزرا ہے جب وہ ہرگز کسی ذکر کے لائق نہیں تھا۔ یہ وہ دَور معلوم ہوتا ہے جب ابھی پرندوں کو بھی قوت گویائی عطا نہیں ہوئی تھی اور ایک کامل خاموشی نے زمین کو ڈھانپ رکھا تھا۔ اس سے انسان کو پیدا کیا گیا اور پھر وہ سمیعاً بصیراً بنا دیا گیا۔ سننے والا بھی اور دیکھنے والا بھی۔ پس جس اللہ نے مٹی کو سننے اور دیکھنے کی توفیق بخشی وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ اسے دوبارہ پیدا فرمائے اور اس کی سمع اور بصر کا حساب لیا جائے۔

اس کے بعد اہلِ جنت کی خصوصی صفات کا ذکر ملتا ہے کہ وہ کسی پر اس لئے احسان نہیں کرتے کہ اس کے بدلے میں ان کے اموال بڑھیں۔ جب بھی وہ کسی سے حسن سلوک کرتے ہیں تو یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہم تو محض اللہ کی رضا کی خاطر یہ کر رہے ہیں۔ اس کے بدلہ میں ہم تم سے کسی جزا یا شکریہ کی ہرگز تمنا نہیں رکھتے۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 1106)

بقیہ: تعارف صحابہ کرامؓ ...... از صفحہ 7

دنوں بعد بیمار ہو گئے تو اس مرض موت میں شیر دل خان نامی ایک شخص کو جو مرحوم کے والد راجہ شیر احمد خان کا ملازم تھا اور بسبب قدامت ملازمت کے مرحوم کو اس شخص سے محبت تھی مگر چونکہ یہ شخص حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کا منکر ہے۔ مرحوم نے اس بیماری میں آخیر کے دن شیر دل خان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ مجھے اس بات کا بڑا افسوس ہے کہ میں اپنی آنکھوں سے تم کو سلسلہ احمدیہ میں داخل نہ دیکھا اور پھر تکرار کیا کہ دیکھو میری بات کو مان لے ورنہ تو پھر حسرت کرے گا۔ اس پر اُس نے جواب دیا کہ اگر آپ کو اس بیماری سے شفا ہوئی تو مان لوں گا اور آپ کے ساتھ دار الامان قادیان جاؤں گا۔ اس پر مرحوم نے فرمایا کہ زنہار یہ خیال دل میں نہ لاؤ۔ یہ شرط آپ کی ناجائز ہے کہ میری صحت کو حضرت اقدس کی صداقت کی دلیل ٹھہراتے ہو۔ پھر اُس کے ساتھ اس بارہ میں بہت تذکرہ کرتے رہے اور اُس کے ایک جواب میں یوں کہنے لگے کہ واللہ باللہ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ وہی مسیح ہے جس کا وعدہ ہم کو دیا گیا۔ اس کے بعد مرحوم نے اپنے منشی کو بلا کر کہا رجسٹر چندہ قادیان لے آؤ اور حساب کر کے مفصل سناؤ کہ کتنی رقم وصول ہوئی اور کتنی اور کس کس کی طرف باقی ہے مگر منشی نے بدیں غرض ٹالنا چاہا کہ میرے آقا اس وقت بیمار اور ضعیف ہو گئے ہیں تو بات چیت میں اُن کو تکلیف ہو گی مگر خاتم الخلفاء کا عاشق اور اُس کی خدمات کو تادم مرگ بجالانے والا کب صبر کرے، فوراً خدا کی امداد سے بستر مرگ پر اُٹھ بیٹھے اور اپنے ہاتھ سے عمامہ باندھ کر عینک لگائی اور کہا کہ رجسٹر مجھے دے دو...... جب منشی نے دیکھا کہ میرے ٹالنے سے میرے آقا اپنے فرض منصبی سے باز نہیں آئے گا تو فوراً رجسٹر چندہ قادیان لے کر سب حساب صاف کر دیا...... راجہ صاحب مرحوم اپنے فرائض دنیاوی کو عموماً اور حق تبلیغ کو خصوصاً اچھی طرح ادا کیا اور بڑے آرام سے جماعت احمدیہ کشمیر کو اپنی جدائی کا داغ دے کر چل بسے......‘‘

(بدر 24/اپریل و یکم مئی 1904ء صفحہ 13)

بقیہ: رپورٹ ریجنل ریفریشر کورسز ...... از صفحہ 12

اس پروگرام کو ہر لحاظ سے اس پروگرام کو بابرکت کرے اور تمام عہدیداران کے علم وعمل میں برکت عطا فرماتے ہوئے انہیں احسن رنگ میں اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے والا بنائے۔ آمین

ریفریشر کورسز میں حاضری حسب ذیل رہی:

- مورخہ 18 دسمبر 2021ء کو فری ٹاؤن (مغربی ریجن) میں 25 جبکہ مورخہ 19 دسمبر 2021ء کو فری ٹاؤن (مشرقی ریجن) میں 16 حاضری رہی۔
- مؤرخہ 8 جنوری 2022ء کو میامبا ریجن میں 18، بو ریجن میں 80، کینما ریجن میں 40 حاضری رہی۔
- مؤرخہ 15 جنوری 2022ء کو لنگے ریجن میں 30، لنسر ریجن میں 26، مکینی ریجن میں 53، کونو میں 31، پورٹ لوکو ریجن میں 50، روکوپر ریجن میں 26 اور دارو ریجن میں 38 حاضری رہی۔
- مؤرخہ 16 جنوری 2022ء کو واٹرلو ریجن میں 43، مائل 91 ریجن میں 39 حاضری رہی۔
- مؤرخہ 22 جنوری 2022ء کو مشاکا ریجن میں 31 حاضری رہی۔

غلام مصباح بلوچ۔ استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا

تعارف صحابہ کرام رضی

حضرت راجہ عطا محمد خان رضی اللہ عنہ۔ یاڑی پورہ کشمیر

حضرت راجہ عطا محمد خان رضی اللہ عنہ ولد راجہ شیر احمد خان صاحب یاڑی پورہ (Yaripora) ضلع کولگام (کشمیر) کے رئیس خاندان میں سے تھے اور کشمیر میں سب سے پہلے احمدیت قبول کرنے والے بزرگ تھے۔ اندازاً 1895ء کے لگ بھگ بیعت کی۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ 1934ء میں کشمیر آپ کے علاقے میں دورے پر تشریف لے گئے تو وہاں سے آپ کے حالات معلوم کر کے اخبار الحکم میں شائع کرائے، حضرت مفتی صاحبؓ لکھتے ہیں:

’’..... راجہ عطا محمد خان صاحب مرحوم سابق سلطان شیر احمد خان صاحب سابق والیٔ کرناہ دراوہ کے جن کو 1868ء میں یاڑی پور وغیرہ کی جاگیر ملی تھی، فرزند تھے۔ قبول احمدیت سے پہلے آپ پکے اہل حدیث تھے۔ حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسیح الاول جب مہاراجہ رنبیر سنگھ صاحب والی ریاست جموں و کشمیر کے پاس شاہی طبیب تھے، اس وقت مولوی صاحب مرحوم مغفور کے جناب راجہ صاحب مرحوم کے ساتھ گہرے دوستانہ تعلقات تھے اور وہی تعلق بالآخر آپ کے احمدی ہونے کا ذریعہ بنا۔

جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے دعوے کا اشتہار راجہ صاحب مرحوم کی نظروں سے پہلے پہل گذرا تو دیکھتے ہی آپ پر بجلی کا سا اثر کر گیا اور دل میں تڑپ پیدا ہوئی کہ قادیان سے اس کے متعلق مزید حالات دریافت کیے جائیں۔ اُس وقت بوجہ موتیا بند آپ کی آنکھوں میں بہت تکلیف تھی، خود تو نہ جاسکتے تھے مگر آپ نے اپنے برادر اصغر راجہ محمد حیدر خان صاحب مرحوم کو جو نہایت نیک اور متقی آدمی تھے، ایک نوکر ہمراہ کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں قادیان شریف روانہ کیا اور انہیں تاکید کی کہ میرا سلام پہنچائیں اور حضور کے دعاوی سے تفصیلاً واقف ہو کر آئیں۔ ان دنوں راستے بہت ہی کٹھن اور دشوار گذار تھے۔ راجہ محمد حیدر خان صاحب پا پیادہ پیر پنجال اور پہاڑ کے اوپر سے گذر کر براہ جموں سیالکوٹ قادیان پہنچے اور اکیس دن قادیان رہ کر حضور علیہ السلام کی بیعت میں داخل ہوئے، گویا وہ اس سارے علاقہ کے پہلے احمدی تھے۔ بیعت کرنے کے بعد اُن کے دل میں یہ شوق موجزن ہوا کہ جلد کشمیر پہنچ کر راجہ عطا محمد خان صاحب کو اس نور ہدایت کی خبر پہنچائیں۔ پس حضور علیہ السلام سے اجازت لے کر اُسی راستہ سے پھر واپس یاڑی پور پہنچے اور تمام حالات راجہ صاحب کی خدمت میں عرض کیے۔

راجہ عطا محمد صاحب ان حالات کو سُن کر زار و زار رونے لگے اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے کہ اُنہوں نے مسیح و مہدی کا زمانہ پایا اور آمنّا و صدقنا کہنے کی توفیق حاصل ہوئی۔ گو انہیں آنکھوں کی تکلیف ایسی سخت تھی کہ وہ سفر کے قابل نہ تھے تاہم سچی عاشقانہ اور مومنانہ تڑپ کا نتیجہ تھا کہ وہ آنکھوں کی حد سے بڑھی ہوئی تکلیف اور راستہ کی خرابی اور دوری منزل کی کوئی پرواہ نہ کر کے چند مخلص وفادار ملازمان اور محبان اور اپنے پسر کلاں راجہ یار محمد خان صاحب مرحوم جن کی عمر اس وقت بیس سال کے قریب تھی، ساتھ لے کر قادیان کو روانہ ہوگئے ..... جب قادیان پہنچے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا اور آپ سے مصافحہ کیا تو مصافحہ کرتے ہوئے فرط جذبات میں بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے اپنے دست مبارک سے انہیں اُٹھایا اور شربت منگوا کر پلایا اور تسلی اور تشفی دی۔ اس کے بعد جناب راجہ صاحب نے مع رفقاء کے حضور کے ہاتھ پر بیعت توبہ کی اور کچھ مدت قادیان میں رہنے کے بعد حضور مسیح موعود علیہ السلام نے راجہ صاحب کو فرمایا کہ اب لاہور جا کر اپنی آنکھوں کا علاج کرائیں، ان شاء اللہ آپ کی آنکھیں اچھی ہوجائیں گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے راجہ صاحب کو ایک سعید اور پاکیزہ روح دیکھ کر انہیں اجازت دی کہ لوگوں سے بیعت لے کر انہیں داخل سلسلہ احمدیہ کریں۔

راجہ صاحب قادیان سے روانہ ہو کر لاہور پہنچے، وہاں اپنی آنکھوں کا علاج کرایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی دعاؤں کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے فضل کیا، آنکھیں بالکل تندرست ہوگئیں۔ لاہور سے آپ پھر واپس قادیان تشریف لے گئے اور کچھ مدت ٹھہر کر اور مزید فیوض روحانی حاصل کر کے براہ ایبٹ آباد و مظفر آباد واپس کشمیر کی طرف روانہ ہوئے۔ یہاں پہنچ کر لوگوں کو پیغام حق سنایا، کئی آپ کے اقربا اور ملازمین اور ملاقاتیوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ پھر بمقام یاڑی پور ایک عام جلسہ منعقد کر کے پبلک کو حق کی دعوت دی اور عقائد احمدیت لوگوں کو سنائے، چونکہ راجہ صاحب کی دینداری اور حق گوئی مسلم تھی اس لیے بہت سی سعید روحوں نے جن میں راجہ صاحب کے برادران، برادر زادگان اور دیگر رشتہ دار و ملازمان اور محبان شامل تھے، آپ کے ہاتھ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی بیعت کی۔ آپ کے برادر اصغر راجہ محمد حیدر خان صاحب مرحوم حاجی عمر ڈار صاحب ساکن آسنور کو ملنے گئے اور انہیں پیغام حق سنایا۔ حاجی صاحب نے یاڑی پور آ کر مزید حالات راجہ صاحب مرحوم سے دریافت کیے اور پھر قادیان جا کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی بیعت کی۔ حضرت راجہ عطا محمد خان صاحب مرحوم پہلے ریاست میں تحصیلدار تھے اور پھر ڈپٹی کمشنر مقرر ہو کر گلگت بھی بھیجے گئے مگر آخر عمر انہوں نے اسی علاقے میں گزاری اور سلسلہ احمدیہ کی تبلیغ ہی ان کا بڑا شغل رہا۔

(الحکم 14/ستمبر 1934ء صفحہ 7،8)

جس جلسہ کے انعقاد کا مضمون میں ذکر ہوا ہے یہ جلسہ 12/محرم بمطابق 3/جون 1898ء یاڑی پورہ صحن خانقاہ میں بعد از نماز جمعہ منعقد ہوا۔ جلسہ کا احوال اخبار الحکم 20 تا 27 جون 1898ء صفحہ 6،7 پر درج ہے، جس میں عبد اللہ صاحب سیکرٹری جلسہ لکھتے ہیں کہ ’’.... لوگ حسب اجازت راجہ صاحب سے بیعت حضرت میرزا صاحب لینے لگے یہاں تک کہ شام تک ہی قریب اسی آدمی داخل بیعت حضرت میرزا صاحب ہوگئے۔ اس جلسہ میں اسلامی عظمت بہت خوشنما نظر آتی تھی۔ لوگ راجہ صاحب کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے تھے اور یہ خاکسار بیعت کی تلقین کرتا تھا.... اور یہ بڑی خوشی ہوئی کہ میرزا صاحب کی کرامت سے فرقہ اہل حدیث اور حنفی متفق ہوگئے۔‘‘ ساتھ ہی قریبًا 80 افراد کے نام مبائعین میں درج کیے گئے ہیں۔ لیکن اس رپورٹ میں آپ کا نام راجہ عطاء اللہ خان صاحب بار بار درج ہوا ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے بھی اپنی جماعت کے احباب کی ایک فہرست تیارہ کردہ فروری 1898ء میں 153 نمبر پر ’’راجہ عطاء اللہ خان صاحب رئیس یاڑی پور کشمیر‘‘ درج فرمایا ہے۔

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 354)

حضرت راجہ مدد خان صاحبؓ (وفات: 12/ستمبر 1944ء) بیان کرتے ہیں: ’’...... ایک مرتبہ یہ سب ہی چکر لگانے کے واسطے چلے گئے، صرف میں ہی اُس گلی میں کھڑا تھا۔ حضور تشریف لے آئے .... حضور علیہ السلام نے پہلے ہی اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہہ دیا تھا، جب میں نے سلام کیا تو حضور نے دریافت فرمایا یہ کون صاحب ہیں، اکیلے ہی وہ پہرہ دے رہے ہیں۔‘‘ اتنا مجھ کو یاد ہے حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے کہا کہ حضور اس کا نام مدد خان ہے، تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے یہ کشمیر سے آئے ہیں۔ راجہ عطا محمد خان صاحب کے رشتہ داروں میں سے ہیں۔ حضور نے فرمایا: اچھا اچھا! جزاك اللہ! جزاك اللہ! حضور اوپر تشریف لے گئے ....‘‘

(الحکم 28/مارچ 1938ء صفحہ 6)

آپ نے 1904ء میں وفات پائی، اخبار بدر نے لکھا:

’’ہمارے مکرم مخدوم جناب راجہ عطا محمد صاحب رئیس یاڑی پور کشمیر فوت ہوگئے ہیں اس لیے سب بھائیوں سے درخواست ہے کہ براہ مہربانی ان کا جنازہ پڑھا جاوے اور کوشش کے ساتھ ان کے لیے دعائے خیر کریں۔ راجہ صاحب موصوف کی خوش اخلاقی اور تقویٰ داری اور صحبت امام الزمان ان کی غذا تھی۔ جماعت کشمیر میں سب سے پہلے راجہ صاحب ممدوح ہیں جو اس سلسلے میں شامل ہوئے اور انہی کی ہمت سے کشمیر میں سلسلہ احمدیہ کی جماعت قائم ہوئی....‘‘

(بدر 16/اپریل 1904ء صفحہ 2 کالم 3)

آپ کی وفات پر حضرت سید سرور شاہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے متعلق ایک مضمون میں لکھا:

’’..... راجہ صاحب مرحوم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے ایک سچے عاشق تھے۔ راجہ صاحب مرحوم باوجود ضعف پیرانہ سالی کے ہمیشہ ایک بجے بلکہ اس سے بھی پہلے رات کو اٹھ کر عبادت الٰہی میں صبح تک مصروف رہتے تھے نیز چونکہ مرحوم علم طب میں بھی اچھی طرح واقف تھے، اپنی جیب سے ادویات خرید کر للہ بیماروں کا علاج کیا کرتے تھے۔ ان کی اس فیاضی کی وجہ سے دور دور سے بیمار ان کے پاس آیا کرتے تھے اور دن کو جب کوئی جس وقت ان کے پاس آتا تھا تو بڑی نرمی اور توجہ سے علاج کیا کرتے تھے۔ ایک بڑی صفت راجہ صاحب مرحوم میں یہ تھی کہ اپنے ماتحت اور ملازمین سے خواہ کیسا ہی قصور ہو جاتا تھا تو معاف کر دیتے تھے۔ الغرض مرحوم کے اخلاق حمیدہ کی تفصیل کے لیے ایک بڑا دفتر درکار ہے۔ انہی اخلاق کی وجہ سے صاحب ممدوح پر اللہ تعالیٰ کی ایک خاص عنایت تھی اور بہ طفیل حضرت امام الزمان علیہ السلام مرحوم کو رؤیا صادقہ اور کشوف میں بھی پورا حصہ ملا ہوا تھا چنانچہ پایا جاتا ہے کہ مرحوم پر اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سے ظاہر فرما دیا تھا کہ اب اس دار فانی سے تجھے رخصت ہونا ہے چنانچہ مرحوم نے مرض موت سے پہلے جبکہ بالکل تندرست تھے تو اپنے کئی خطوط میں جو اپنے دوستوں کو لکھے تھے، کسی میں صریحًا کسی میں اشارتًا اپنی وفات کا ذکر بھی کر دیا تھا..... اور اسی طرح اپنے گھر میں اہل عیال کو نصیحت کرتے وقت اپنی وفات کا تذکرہ بھی کر دیا تھا، قبر کھودنے اور کفن لانے کا بھی حکم دے دیا۔ پھر تھوڑے

بقیہ صفحہ 6 پر

عاطف وقاص۔ ٹورنٹو کینیڈا

آؤ! اُردو سیکھیں

سبق نمبر 38

گزشتہ سبق سے ہم نے فعل پر بات کا آغاز کیا ہے۔ ہر زبان میں فعل جسے انگریزی میں ورب کہتے ہیں بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ اگر سارا جملہ درست لکھا یا بولا جائے مگر فعل درست نہ ہو یا اس کا زمانہ درست نہ ہو یا وہ فاعل سے مطابقت نہ رکھتا ہو تو جملہ بے کار ہو جاتا ہے۔ اس لئے اردو زبان میں معیاری تحریر و تقریر کے لئے بہت ضروری ہے کہ ہم فعل کے استعمال پر پوری توجہ دیں۔ اب تک ہم نے عمومی طور پہ فعل کی اقسام کے متعلق بات کی ہے اب اسی سلسلہ کو آگے بڑھاتے ہیں۔

لوازم فعل

1۔طور 2۔صورت 3۔ زمانہ

زمانہ:

ہم صرف زمانہ پر بات کریں گے۔ پس فعل کے لئے ضروری ہے کہ اس کا زمانہ معلوم ہو۔ زمانے تین ہیں۔ گزشتہ زمانہ Past، وہ وقت جو گزر گیا جسے ماضی کہتے ہیں۔ موجودہ Present جسے حال کہتے ہیں۔ اور آئیندہ Future جس کا نام مستقبل ہے۔ ہر فعل کا تعلق ان تینوں میں سے کسی ایک زمانے سے لازماً ہوتا ہے۔ ظاہری بات ہے تحریر اور گفتگو بھی وقت کے دائروں ہی میں قید ہے۔

مادہ

مصدر infinitive کی علامت ’’نا‘‘ کو ختم کر دینے سے فعل کا مادہ باقی رہ جاتا ہے۔ جیسے لکھنا فعل کی مصدر حالت ہے جب اس کا نا ہٹا دیں گے تو فعل کا مادہ باقی رہ جائے گا۔ اور اسی مادے سے ہر زمانے کے مطابق باقاعدہ افعال بنتے ہیں جیسے لکھنا کا نا ہٹا کر مادہ رہ جاتا ہے لکھ اب اگر ماضی ہے تو بن جائے گا لکھا، اگر حال ہے تو بن جائے گا لکھتا ہے یا لکھ رہا ہے، اگر مستقبل ہے تو بن جائے گا لکھے گا وغیرہ۔

حالیہ ناتمام Present Indefinite

فعل کے مادے کے آخر میں ’’تا‘‘ بڑھانے سے بنتا ہے۔ جیسے مادہ ہے لکھ تو بن جائے گا لکھتا۔

حالیہ تمام Present Perfect

مادے کے آخر میں ’’ا‘‘ بڑھانے سے بنتا ہے۔ جیسے مادہ ہے لکھ تو بن جائے گا لکھا۔

کچھ مثالیں دیکھتے ہیں:

ٹلنا (مصدر Infinitive) ٹل (مادہ) ٹلتا (حالیہ ناتمام PI) ٹلا (حالیہ تمام PP)

ڈرنا (مصدر Infinitive) ڈر (مادہ) ڈرتا (حالیہ ناتمام PI) ڈرا (حالیہ تمام PP)

گھلنا (مصدر Infinitive) گھل (مادہ) گھلتا (حالیہ ناتمام PI) گھلا (حالیہ تمام PP)

قاعدہ: اگر فعل کے مادے کے آخر میں آ، ای، او ہو تو حالیہ تمام present perfect بنانے کے لئے یا بڑھانا پڑے گا۔ جیسے کھانا ایک مصدر ہے تو مادہ ہو گا کھا پس یا بڑھانے سے بن جائے گا کھایا اسی طرح پی سے پیا، کھو سے کھویا۔

اگر فعل کے مادے کے آخر میں ’’ی‘‘ ہو تو حالیہ تمام بناتے وقت اس کی صورت صرف زیر کی رہ جاتی ہے۔ جیسے پی ایک مادہ ہے جس کے آخر میں ’’ی‘‘ ہے پس اس کو حالیہ تمام بناتے وقت جب یا کا اضافہ کریں گے تو پہلی ی ختم ہو کر صرف زیر کی آواز دے گی اور پیا بن جائے گا۔

اس کو سمجھنے کے لئے کچھ مثالوں پہ غور کرتے ہیں۔

لکھنا سے حالیہ ناتمام present indefinite بنے گا لکھتا تو کچھ جملے بناتے ہیں

وہ لکھتا ہے۔ وہ لکھتی ہے۔ ہم لکھتے ہیں۔ تم لکھتے ہو۔ آپ لکھتے ہیں۔ سب لکھتے ہیں۔ کون لکھتا ہے۔ میں لکھتا ہوں

وہ الفضل کے لئے لکھتا ہے۔ وہ الفضل کے لئے لکھتی ہیں۔ ہم الفضل کے لئے لکھتے ہیں۔

کچھ مختلف افعال سے جملے بناتے ہیں۔

سورج مشرق سے نکلتا ہے۔ پانی نشیب کی طرف بہتا ہے۔ مرغ اذان دیتا ہے۔ ہر احمدی مالی قربانی کرتا ہے۔ اسلام امن کی تعلیم دیتا ہے۔

اگر منفی جملے بنانے ہوں یعنی یہ بتانا ہو کہ فلاں کام نہیں ہوتا ہے تو نہیں کا اضافہ کر دیتے ہیں جیسے

انسان اپنی غلطیوں سے نہیں سیکھتا ہے۔ بچے تعلیم پہ توجہ نہیں دیتے ہیں۔ بازار میں کوئی شے سستی نہیں ملتی ہے۔

سوالیہ جملے بنانے کے لئے کیا کا اضافہ کر دیا جاتا ہے جیسے۔

کیا وہ خط لکھتا ہے؟ کیا یہاں اکثر بارش ہوتی ہے؟ کیا انسان اپنی عادت بدل سکتا ہے؟

باقی آئندہ ان شاء اللہ

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں؛

یاد رکھو مہدی کی نسبت جو حدیثیں ہیں۔ جن میں لکھا ہے کہ وہ جنگ کرے گا اور خونریزی کرے گا۔ ان کی نسبت خود مولویوں نے لکھ دیا ہے کہ بہت سی حدیثیں ان میں موضوع ہیں اور قریباً سب کی سب مجروح ہیں ہمارا یہ مذہب نہیں ہے کہ مہدی آئے تو خون کرتا پھرے گا۔ بھلا وہ دین کیا ہوا جس میں سوائے جنگ اور جدال کے اور کچھ نہ ہو۔ جہاد کے مسئلہ کو بھی ان ناواقفوں نے نہیں سمجھا۔ قرآن شریف تو کہتا ہے لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ (البقرہ:257) تو کیا اگر مہدی آ کر لڑائیاں کرے گا تو اکراہ فی الدین جائز ہو گا اور قرآن شریف کے اس حکم کی بے حرمتی ہو گی؟ اس کے آنے کی غرض تو یہ ہے کہ وہ اسلام کو زندہ کرے۔ یا یہ کہ اس کی توہین کرے۔ اگر دین میں لڑائیاں ہی ضروری ہوتی ہیں تو پھر رسول اللہ ﷺ تیرہ برس تک مکہ میں رہ کر کیوں نہ لڑے۔ ہر قسم کی تکلیف اٹھاتے رہے اور پھر بھی آپ نے ابتدا نہیں کی اور ہمارا مذہب ہے کہ جبراً مسلمان کرنے کے واسطے لڑائیاں ہر گز نہیں کی ہیں بلکہ وہ لڑائیاں خدا تعالیٰ کا ایک عذاب تھا ان لوگوں کے لئے جنہوں نے آپ کو سخت تکالیف دی تھیں۔ اور مسلمانوں کا تعاقب کیا اور ان کو تنگ کیا تھا۔ پس یہ ہر گز صحیح نہیں ہے کہ اسلام تلوار دکھاتا ہے۔ اسلام تو قرآن اور ہدایت پیش کرتا ہے۔ وہ صلح اور امن لے کر آیا ہے اور دنیا میں کوئی ایسا مذہب نہیں جو اسلام کی طرح صلح پھیلاتا ہو۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 223 ایڈیشن 2016ء)

اقتباس کے مشکل الفاظ کے معنی

نسبت: متعلق

خونریزی: خون بہانا، قتل و غارت کرنا

موضوع حدیث: گھڑی ہوئی حدیث، جھوٹی حدیث۔

مجروح: (مجازاً) وہ بیان جو ناقابل قبول ہو؛ (حدیث) وہ راوی جس پر جرح کی گئی ہو؛ وہ راوی جس پر شک کیا گیا ہو۔

خون کرتے پھرنا: ایک محاورہ ہے یعنی قتل و غارت کرنا۔

جدال: جدل کی جمع اس کا عام معنی ہے لڑائی جھگڑا، علم منطق میں کسی قیاس سے اختلاف کرنا، بحث اور دلیل۔

مسئلہ: تصور، نظریہ، اصول Concept / ideology

ناواقفوں: لاعلم لوگ، سطحی علم رکھنے والے جو گہری بصیرت اور حکمت سے عاری ہوں۔

بے حرمتی: بے عزتی، رسوائی، بے وقعتی۔

غرض: خواہش، مقصد۔

توہین: اہانت، بے عزتی، ذلّت، حقارت۔

جبراً: از روئے بے اختیاری، بے اختیاری سے، زبردستی سے، زور زبردستی سے، بالجبر۔

واسطے: کے لئے۔

تلوار دکھانا: طاقت کا استعمال کرنا، دھمکانا۔

قمر احمد ظفر۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن جرمنی

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ مؤرخہ 31؍ دسمبر 2021ء

بصورت سوال و جواب

سوال: گزشتہ خطبہ میں حضرت ابو بکر صدّیقؓ کے واقعۂ غارِ ثور کا ذکر کس حوالہ سے چل رہا تھا؟

جواب: غارِ ثور میں دشمن کے پہنچ جانے کا۔

سوال: آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچھا کرتے ہوئے جب قریش مکّہ غارِ ثور کے قریب ہو گئے تو سُراغ رساں نے نیز غار کے دہانے پر کسی نے چاہا بھی کہ اندر جھانک کر دیکھا جائے تو اُمیّہ بِن خَلَف نے تلخ اور بے پرواہی کے سے انداز میں کیا کہا؟

جواب: اللہ کی قسم! جس کی تلاش میں تم لوگ آئے ہو وہ یہاں سے آگے نہیں گیا؛ یہ جالا اور درخت تو مَیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیدائش سے پہلے یہاں دیکھ رہا ہوں۔ تم لوگوں کا دماغ چل گیا ہے وہ یہاں کہاں ہو سکتا ہے اور یہاں سے چلو کسی اور جگہ اِس کی تلاش کریں۔

سوال: کن لوگوں نے اعلانِ عام کیا کہ جو کوئی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو زندہ یا مُردہ پکڑ کر لائے گا اُس کو ایک سَو اُونٹ انعام دیئے جاویں گے؟

جواب: قریشِ مکّہ

سوال: تعاقب کرتے ہوئے قریش اِس قدر قریب پہنچ گئے تھے کہ اُن کے پاؤں غار کے اندر سے نظر آتے تھے اور اُن کی آواز سُنائی دیتی تھی، اِس موقع پر حضرت ابو بکرؓ نے گھبرا کر مگر آہستہ سے آنحضرتؐ سے کیا عرض کیا نیز اِس پر آپؐ نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: یارسول اللہؐ! قریش اِتنے قریب ہیں کہ اُن کے پاؤں نظر آ رہے ہیں اور اگر وہ ذرا آگے ہو کر جھانکیں تو ہم کو دیکھ سکتے ہیں۔ اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا: لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا، ہرگز کوئی فکر نہ کر، یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پھر فرمایا! وَمَا ظَنُّكَ يَا اَبَا بَكۡرٍ بِاثۡنَيۡنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا یعنی اَے ابو بکر! تم اُن دو شخصوں کے متعلق کیا گمان کرتے ہو جن کے ساتھ تیسرا خدا ہے۔

سوال: حضرت عیسیٰؑ نے اپنی رفاقت کے لئے صرف کس ایک ہی شخص کو اختیار کیا تھا جیسا کہ ہمارے نبیؐ نے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کے وقت صرف حضرت ابو بکرؓ کو اختیار کیا تھا؟

جواب: توما حواری

سوال: جب آنحضرتؐ کا محاصرہ کیا گیا گو بعض کفّار کی رائے اخراج کی بھی تھی مگر اصل مقصد اور کثرتِ رائے کس پر تھی نیز ایسی حالت میں کس نے اپنے صدق و وفا کا وہ نمونہ دکھایا جو ابد الآباد تک کے لئے نمونہ رہے گا؟

جواب: آپؐ کے قتل؛ حضرت ابو بکر صدّیقؓ

سوال: حضرت مسیحِ موعودؑ ارشاد فرماتے ہیں! اِس مصیبت کی گھڑی میں آنحضرتؐ کا یہ انتخاب ہی حضرت ابو بکر صدّیقؓ کی صداقت اور اعلیٰ وفاداری کی ایک زبردست دلیل ہے یہی حال آنحضرتؐ کے انتخاب کا تھا اُس وقت آپؐ کے پاس ستّر، اسّی صحابہؓ موجود تھے جن میں حضرت علیؓ بھی تھے مگر اُن سب میں سے آپؐ نے اپنی رفاقت کے لئے حضرت ابو بکرؓ کو ہی انتخاب کیا، اِس میں آپؐ نے کیا سِرّ بیان فرمایا ہے؟

جواب: بات یہ ہے کہ نبی خدا تعالیٰ کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور اُس کا فہم اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آتا ہے، اِس لئے اللہ تعالیٰ نے ہی آنحضرتؐ کو کشف اور اِلہام سے بتا دیا کہ اِس کام کے لئے سب سے بہتر اور موزوں حضرت ابو بکرؓ ہی ہیں۔

سوال: آنحضرتؐ کے فرمان! لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا کی بابت حضرت مسیحِ موعودؑ مزید کیا بیان فرماتے ہیں؟

جواب: اِس لفظ پر غور کرو کہ آنحضرتؐ، حضرت ابو بکر صدّیقؓ کو اپنے ساتھ ملاتے ہیں چنانچہ فرمایا! اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا، مَعَنَا میں آپ دونوں شریک ہیں یعنی اللہ تعالیٰ تیرے اور میرے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک پلّہ پر آنحضرتؐ اور دوسرے پر حضرت صدّیقؓ کو رکھا ہے۔

سوال: حضرت مسیحِ موعودؑ نے کس تناظر میں ارشاد فرمایا کہ آنحضرتؐ کی شجاعت کے لئے تو یہ نمونہ کافی ہے؟

جواب: آپؐ کی کمال شجاعت کو دیکھو کہ دشمن سَر پر ہے اور آپؐ اپنے رفیقِ صادق صدّیق کو فرماتے ہیں۔ لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا، یہ الفاظ بڑی صفائی کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ آپؐ نے زبان ہی سے فرمایا کیونکہ یہ آواز کو چاہتے ہیں، اِشارہ سے کام نہیں چلتا۔ باہر دشمن مشورہ کر رہے ہیں اور اندر غار میں خادم ومخدوم بھی باتوں میں لگے ہوئے ہیں، اِس اَمر کی پرواہ نہیں کی گئی کہ دشمن آواز سُن لیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ پر کمال ایمان اور معرفت کا ثبوت ہے، خدا تعالیٰ کے وعدوں پر پورا بھروسہ ہے۔

سوال: بارشاد حضرت مسیحِ موعودؑ اللہ جلّ شانُہٗ نے اپنے نبی معصومؐ کے محفوظ رکھنے کے لئے کیا اَمر خارق عادت دکھلایا؟

جواب: باوجودیکہ مخالفین اِس غار تک پہنچ گئے تھے جس میں آنحضرتؐ مع اپنے رفیق کے مخفی تھے مگر وہ آنحضرتؐ کو دیکھ نہ سکے کیونکہ خدائے تعالیٰ نے ایک کبوتر کا جوڑا بھیج دیا جس نے اُسی رات غار کے دروازہ پر آشیانہ بنا دیا اور انڈے بھی دے دیئے اور اِسی طرح اِذنِ اِلٰہی سے عنکبوت نے اُس غار پر اپنا گھر بنا دیا جس سے مخالف لوگ دھوکہ میں پڑ کر ناکام واپس چلے گئے۔

سوال: حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بعض سیرت نگاروں کے اِس بیان کی کیا تصریح پیش فرمائی کہ غارِ ثور میں قیام کے دوران حضرت اسماءؓ روزانہ کھانا لے کر آیا کرتی تھیں ؟

جواب: یہ جو ہے بعید از قیاس بات ہے صحیح رائے ہے بعضوں کی کہ اِس خطرہ کے عالَم میں ایک خاتون کا روزانہ اِدھر آنا رَاز فاش کرنے کے مترادف ہے اور جبکہ عبد اللہؓ بن ابو بکرؓ روزانہ آ رہے تھے تو پھر حضرت اسماءؓ کے کھانا لانے کی کیا ضرورت ہوسکتی تھی، بہرحال اللہ بہتر جانتا ہے۔

سوال: کون بر رواياتِ روانگی تطبیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ رسولِ کریمؐ مکّہ سے تو جمعرات کو نکلے تھے اور غار میں جمعہ، ہفتہ اور اِتوار تین راتیں قیام کرنے کے بعد پیر کی رات کو مدینہ کے لئے روانہ ہوئے ؟

جواب: صحیح بخاری کے شارح علّامہ ابنِ حَجَر عَسۡقِلَانیؒ

سوال: غارِ ثور سے مدینہ روانگی کے وقت آنحضرتؐ جس اُونٹنی پر سوار ہوئے اُس کا نام کیا ملتا ہے نیز آپؐ نے کس دعا سے سفر شروع کیا؟

جواب: اَلۡقَصۡوَاء / اَللّٰهُمَّ اصۡحَبۡنِي فِيۡ سَفَرِيۡ وَاخۡلُفۡنِيۡ فِيۡ اَهۡلِيۡ؛ اَے اللہ! میرے سفر میں تُو میرا ساتھی ہو جا اور میرے اہل میں میرا قائمقام ہو جا۔

سوال: حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نِطاق سے کھانا باندھنے کے واقعہ کی بابت کیا تصریح پیش فرمائی؟

جواب: بخاری کی روایت کے مطابق یہ زیادہ درست معلوم ہوتا ہے کہ کھانا باندھنے کا واقعہ حضرت ابو بکرؓ کے گھر سے رخصت ہونے کا ہو گا نہ کہ غارِ ثور سے مدینہ کی طرف سفر کے آغاز کا، بہرحال واللہ اعلم!

سوال: مدینہ روانگی سے قبل رسولِ کریمؐ نے مکّہ کی طرف آخری نظر ڈالتے ہوئے حسرت بھرے الفاظ میں کیا ارشاد فرمایا نیز حضرت ابو بکرؓ نے بھی اُس وقت نہایت افسوس کے ساتھ کیا کہا؟

جواب: اَے مکّہ کی بستی! تُو مجھے سب جگہوں سے زیادہ عزیز ہے مگر تیرے لوگ مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے؛ اِن لوگوں نے اپنے نبیؐ کو نکالا ہے اب یہ ضرور ہلاک ہوں گے۔

سوال: جُحۡفَہ مقام پہنچنے پر کس آیتِ قُرآنی کا نزول ہوا؟

جواب: اِنَّ الَّذِیۡ فَرَضَ عَلَیۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍ (القصص:86)؛ یقیناً وہ جس نے تجھ پر قُرآن کو فرض کیا ہے تجھے ضرور ایک واپس آنے کی جگہ کی طرف واپس لے آئے گا۔

سوال: بحوالہ سُفرِ ہجرت کس کے واقعۂ تعاقب کا تفصیلی تذکرہ ہوا؟

جواب: سُراقہ بن مالک

سوال: نیا سال شروع ہونے کی بابت حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: کَل ان شاء اللہ نیا سال بھی شروع ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آنے والے سال کو افرادِ جماعت کے لئے، جماعت کے لئے من حیث الجماعت ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ ہر قسم کے شرّ سے جماعت کو محفوظ رکھے اور دشمن کے جو جماعت کے خلاف منصوبے ہیں، ہر منصوبہ کو خاک میں ملا دے۔ حضرت مسیحِ موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے جو اللہ تعالیٰ نے وعدے کئے ہیں، اُن وعدوں کو ہم بھی اپنی زندگیوں میں کثرت سے پورا ہوتا ہوا دیکھیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ یہ نظارے بھی دکھائے۔

سوال: حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نئے سال میں دعاؤں سے داخل ہونے کے تناظر میں کیا تلقین و تاکید فرمائی؟

جواب: پس بہت دعائیں کرتے رہیں، نئے سال میں دعاؤں کے ساتھ داخل ہوں۔ تہجّد کا بھی خاص اہتمام کریں، بعض مساجد میں ہو بھی رہا ہے۔ باقی جہاں نہیں ہے وہاں بھی کرنا چاہئے انفرادی طور پر اور اجتماعی طور پر نہیں تو انفرادی طور پہ بھی اور گھروں میں بھی تہجّد کی نماز ضرور خاص طور پر ادا کرنی چاہئے، دعا کرنی چاہئے۔ اوّل تو یہ مستقل عادت ہونی چاہئے لیکن کل سے جب پڑھیں یا آج رات سے تو اِس کو بھی کوشش کریں مستقل حصّہ زندگیوں کا بن جائے، اللہ تعالیٰ اِس کی توفیق بھی دے سب کو۔

سوال: حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دُرود شریف اور اِستغفار کے علاوہ بھی کثرت سے کونسی دعائیں پڑھنے کی تحریک کی نیز ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اِس کی توفیق دے ہر اَحمدی کو؟

جواب: رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ هَدَيۡتَنَا وَهَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ رَحۡمَةً ۚ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡوَهَّابُ (اٰل عمران:9) اَے ہمارے ربّ! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اِس کے تُو ہمیں ہدایت دے چکا ہو اَور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطاء کر اَور یقیناً تُو ہی بہت عطاء کرنے والا ہے نیز رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَاِسۡرَافَنَا فِيۡۤ اَمۡرِنَا وَثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ (اٰل عمرٰن:148)؛ اَے ہمارے ربّ! ہمارے گناہ بخش دے اور اپنے معاملہ میں ہماری زیادتی بھی اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور ہمیں کافر قوم کے خلاف نصرت عطاء کر۔

ابو عثمان

’’دیکھو! کیا کہتی ہے تصویر تمہاری‘‘

چہرہ شناسی ایک علم ہے جسے اصطلاح میں قیافہ شناسی کہا جاتا ہے۔ یہ علم قدیم سے چلا آتا ہے جس میں کسی کے چہرے کو دیکھ کر اس کے کردار و افکار کا پتہ لگایا جاتا ہے۔ گویا چہرہ انسانی اعمال و افعال کی منہ بولتی تصویر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے مامورین کی شناخت کا ایک ذریعہ ان کی ظاہری شباہت ہوتی ہے جس کو دیکھ کر حق کے متلاشی اسے پہچان لیتے ہیں۔ انسانی چہرے روحانی میدان میں کیا اثرات رکھتے ہیں اس سے متعلق چند دلچسپ واقعات پیش ہیں۔

یہ جھوٹوں کا چہرہ نہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جلیل القدر صحابی حضرت عبد اللہ بن سلامؓ جو کہ اسلام لانے سے قبل ایک یہودی عالم تھے اور اسلام لانے سے قبل آپؓ کا نام حصین بن سلام تھا۔ آپؓ کا کہنا ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے اور لوگ آپؐ کی مبارک مجلس میں سب سے پہلے پہنچنے کی کوشش کرنے لگے تو میں نے بھی ان کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ جب میں نے آپؐ کے مبارک اور روحانی و نورانی چہرے کی زیارت کی تو میں سمجھ گیا کہ یہ جھوٹوں کا چہرہ نہیں ہے اور ایمان لے آیا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم باب چہارم از شیخ عبد الحق محدث دہلوی)

’’حجت اللہ القادر و سلطان احمد مختار‘‘

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک کشف کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

’’آج اس موقع کے اثناء میں جبکہ یہ عاجز بغرض تصحیح کاپی کو دیکھ رہا تھا بعالم کشف چند ورق ہاتھ میں دیئے گئے اور اُن پر لکھا ہوا تھا کہ فتح کا نقارہ بجے۔ پھر ایک نے مسکرا کر ان ورقوں کی دوسری طرف ایک تصویر دکھلائی اور کہا کہ دیکھو! کیا کہتی ہے تصویر تمہاری۔ جب اس عاجز نے دیکھا تو وہ اسی عاجز کی تصویر تھی اور سبز پوشاک تھی مگر نہایت رعب ناک جیسے سپہ سالار مسلح فتح یاب ہوتے ہیں اور تصویر کے یمین و یسار میں حجت اللہ القادر و سلطان احمد مختار لکھا تھا۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد اول صفحہ 615)

موجودہ زمانہ جس میں تصویر کشی کے جدید ذرائع پیدا ہو چکے تھے، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اسے اسلام کی تبلیغ اور اس کی اشاعت کے لیے ایک کارگر ہتھیار پایا۔

فوٹو گرافی کا مقصد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’میں نے دیکھا ہے کہ آج کل یورپ کے لوگ جس شخص کی تالیف کو دیکھنا چاہیں اوّل خواہشمند ہوتے ہیں جو اُس کی تصویر دیکھیں کیونکہ یورپ کے ملک میں فراست کے علم کو بہت ترقی ہے۔ اور اکثر اُن کی محض تصویر کو دیکھ کر شناخت کر سکتے ہیں کہ ایسا مدعی صادق ہے یا کاذب۔ اور وہ لوگ بباعث ہزار ہا کوس کے فاصلہ کے مجھ تک پہنچ نہیں سکتے اور نہ میرا چہرہ دیکھ سکتے ہیں لہٰذا اُس ملک کے اہلِ فراست بذریعہ تصویر میرے اندرونی حالات میں غور کرتے ہیں۔ کئی ایسے لوگ ہیں جو انہوں نے یورپ یا امریکہ سے میری طرف چٹھیاں لکھی ہیں اور اپنی چٹھیوں میں تحریر کیا ہے کہ ہم نے آپ کی تصویر کو غور سے دیکھا اور علم فراست کے ذریعہ سے ہمیں ماننا پڑا کہ جس کی یہ تصویر ہے وہ کاذب نہیں ہے۔ اور ایک امریکہ کی عورت نے میری تصویر کو دیکھ کر کہا کہ یہ یسوع یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر ہے۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 366)

پھر ایک دوسری جگہ فرمایا:

’’ہم نے اپنی تصویر محض اس لحاظ سے اتروائی تھی کہ یورپ کو تبلیغ کرتے وقت ساتھ تصویریں بھیج دیں، کیونکہ ان لوگوں کا عام مزاج اس قسم کا ہوگیا ہے کہ وہ جس چیز کا ذکر کرتے ہیں ساتھ ہی اس کی تصویر دیتے ہیں جس سے وہ قیافہ کی مدد سے بہت سے صحیح نتائج نکال لیتے ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 18-19)

نیز فرمایا:

’’ہم نے جو تصویر فوٹو لینے کی اجازت دی تھی وہ اس واسطے تھی کہ یورپ امریکہ کے لوگ جو ہم سے بہت دور ہیں اور فوٹو سے قیافہ شناسی کا علم رکھتے ہیں اور اس سے فائدہ حاصل کرتے ہیں اُن کے لیے ایک روحانی فائدہ کا موجب ہو۔ کیونکہ جیسا تصویر کی حرمت ہے۔ اس قسم کی حرمت عموم نہیں رکھتی بلکہ بعض اوقات مجتہد اگر دیکھے کہ کوئی فائدہ ہے اور نقصان نہیں تو وہ حسب ضرورت اس کو استعمال کر سکتا ہے۔ خاص اس وقت یورپ کی ضرورت کے واسطے اجازت دی گئی۔ چنانچہ بعض خطوط یورپ امریکہ سے آئے ہیں جن میں لکھا تھا کہ تصویر کے دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بالکل وہی مسیح ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 474)

نورانی چہرے کا اثر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس پاکیزہ مقصد کی شیریں ثمرات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’اور ایک عورت امریکہ سے میری نسبت اپنے خط میں لکھتی ہے کہ ’’میں ہر وقت ان کی تصویر کو دیکھتی رہنا پسند کرتی ہوں۔ یہ تصویر بالکل مسیح کی تصویر معلوم ہوتی ہے‘‘ اور اسی طرح ہمارے ایک دوست کی بیوی جس کا پہلا نام ایلزی بتھ تھا جو انگلینڈ کی باشندہ ہے اس جماعت میں داخل ہو چکی ہے۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 106-107)

ایک چینی قیافہ شناس کی گواہی

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’عرب صاحب نے بیان کیا کہ ایک دفعہ ایک چینی آدمی کے روبرو میں نے آپ کی تصویر کو پیش کیا وہ بہت دیر تک دیکھتا رہا۔ آخر بولا کہ یہ شخص کبھی جھوٹ بولنے والا نہیں ہے پھر میں نے اور تصاویر بعض سلاطین کی پیش کیں مگر ان کی نسبت اس نے کوئی مدح کا کلمہ نہ نکالا اور بار بار آپ کی تصویر کو دیکھ کر کہتا رہا کہ یہ شخص ہرگز جھوٹ بولنے والا نہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 579-580)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ نے اس ضمن میں چند ایمان افروز واقعات اپنی کتاب ذکر حبیب میں درج فرمائے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

He is a Great Thinker

’’مکرمی شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ جب ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر یورپ کے بعض بڑے آدمیوں کو دکھائی تو انہوں نے کہا کہ: ’’He is a Great Thinker‘‘ یعنی بہت سوچنے والا آدمی ہے۔‘‘

کسی اسرائیلی پیغمبر کی تصویر ہے

’’ڈاکٹر قاضی کرم الٰہی صاحب مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ جب وہ لاہور کے پاگل خانہ کے ڈاکٹر تھے، ان ایام میں ایک انگریز وہاں آیا جو تصویر دیکھ کر قیافہ شناسی کا مدعی تھا۔ کئی ایک لوگ بطور تماشہ بعض تصاویر اس کے پاس لے گئے۔ وہ بتلاتا رہا کہ یہ کیسا آدمی ہے۔ میں نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر اسکے آگے رکھی اور اس سے پوچھا

کہ اس شخص کے متعلق آپ کیا رائے ہے۔ وہ بہت دیر تک اس تصویر کو دیکھتا رہا اور آخر اس نے کہا کہ کسی اسرائیلی پیغمبر کی تصویر ہے۔‘‘

یہ وہ بزرگ ہیں

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

’’جب میں امریکہ میں تھا تو ایک لیڈی کا ایک دوسرے شہر سے مجھے خط آیا کہ مجھے کشف میں ایک ہندوستانی بزرگ ملا کرتے ہیں اور میری مشکلات میں میری رہنمائی کیا کرتے ہیں۔کیا آپ مجھے یہ بتلا سکتے ہیں کہ وہ کون صاحب ہو سکتے ہیں۔ میں نے اسے چند ایک فوٹو بھیجے جن میں ایک فوٹو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بھی تھا اُسی پر نشان کر کے اس لیڈی نے مجھے لکھ بھیجا کہ یہ وہ بزرگ ہیں۔‘‘

یہ خدا کے کسی نبی کی تصویر ہے

اسی طرح آپ ایک اور واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’1907ء میں جبکہ عاجز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہمرکاب شملہ میں تھا تو ایک دن مہاراجہ صاحب الور کی ملاقات کے واسطے میں انکی کوٹھی پر گیا اور ان کو تبلیغ کے لیے چند کتابیں بھی ساتھ لے گیا۔ان کے ویٹنگ روم میں بیٹھا ہوا تھا کہ وہاں دیوان عبدالحمید صاحب وزیر اعظم ریاست کپور تھلہ اور چند دیگر معززین بھی آگئے اور ایک انگریز بھی وہاں پہنچے۔جنہوں نے بیان کیا کہ میں مہاراجہ کا مُنجّم ہوں۔اس بات کو سن کر دیوان صاحب اور دوسرے لوگ اس انگریز مُنجّم سے باتیں دریافت کرتے رہے۔میں نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر ایک کتاب میں سے نکال کر اس کے آگے رکھی جس کو بہت غور سے دیکھ کر اس نے کہا۔یہ خدا کے کسی نبی کی تصویر ہے۔

(ذکر حبیب صفحہ 373-374)

بے تاب ہو کر حضورؑ کے آگے آ گرا

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی اور جماعت احمدیہ کے ایک جید عالم تھے بیان فرماتے ہیں کہ

’’ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں مردان کا کوئی آدمی میاں محمد یوسف صاحب مردانی کے ساتھ حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول کے علاج کے واسطے یہاں قادیان آیا۔یہ شخص سلسلہ کا سخت دشمن تھا اور بصد مشکل قادیان آنے پر رضا مند ہوا تھا۔مگر اس نے میاں محمد یوسف صاحب سے یہ شرط لی تھی کہ قادیان میں مجھے احمدیوں کے محلہ سے باہر کوئی مکان لے دینا اور میں کبھی اس محلہ میں داخل نہیں ہوں گا۔خیر وہ آیا اور احمدی محلہ سے باہر ٹھہرا اور حضرت مولوی صاحب کا علاج ہوتا رہا۔جب کچھ دنوں کے بعد اسے کچھ افاقہ ہوا تو وہ واپس جانے لگا۔میاں محمد یوسف صاحب نے اس سے کہا کہ تم قادیان آئے اور اب جاتے ہوئے ہماری مسجد تو دیکھتے جاؤ۔اس نے انکار کیا،میاں صاحب نے اصرار سے اسے منایا تو اس نے اس شرط پر مانا کہ ایسے وقت میں مجھے وہاں لے جاؤ کہ وہاں کوئی احمدی نہ ہو اور نہ مرزا صاحب ہوں۔چنانچہ میاں محمد یوسف صاحب ایسا وقت دیکھ کر اسے مسجد مبارک میں لائے مگر قدرت خدا کہ اِدھر اس نے مسجد میں قدم رکھا اور اُدھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکان کی کھڑکی کھلی اور حضور علیہ السلام کسی کام کے لئے مسجد میں تشریف لے آئے۔اس شخص کی نظر حضور علیہ السلام کی طرف اٹھی اور وہ بے تاب ہو کر حضور علیہ السلام کے سامنے آ گرا اور اسی وقت بیعت کر لی۔‘‘

(سیرت المہدی جلد اول صفحہ 54)

وہ جھوٹے نہیں ہو سکتے

منشی اروڑے خان صاحب مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ

’’مجھے بعض غیر احمدی دوستوں نے کہا تم ہمیشہ ہمیں تبلیغ کرتے رہتے ہو، فلاں جگہ مولوی ثناء اللہ خان صاحب آئے ہوئے ہیں۔تم بھی چلو اور ان کی باتوں کا جواب دو۔منشی اروڑے خان صاحب مرحوم کچھ زیادہ پڑھے لکھے نہیں تھے۔دوران ملازمت میں ہی انہیں پڑھنے لکھنے کی جو مشق ہوئی وہی انہیں حاصل تھی۔وہ کہنے لگے جب ان دوستوں نے اصرار کیا تو میں نے کہا اچھا چلو۔چنانچہ وہ انہیں جلسہ میں لے گئے۔مولوی ثناء اللہ صاحب نے احمدیت کے خلاف تقریر کی اور اپنی طرف سے خوب دلائل دیئے۔جب تقریر کر کے وہ بیٹھ گئے تو منشی اروڑے خان صاحب سے ان کے دوست کہنے لگے کہ بتائیں ان دلائل کا کیا جواب ہے؟ منشی اروڑے خان صاحب فرماتے تھے میں نے ان سے کہا یہ مولوی ہیں اور میں اَن پڑھ آدمی ہوں۔ان کی دلیلوں کا جواب تو کوئی مولوی ہی دے گا۔ میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ میں نے حضرت مرزا صاحب کی شکل دیکھی ہوئی ہے وہ جھوٹے نہیں ہو سکتے۔‘‘

(اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ 113)

انہیں دیکھ کر کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ شخص جھوٹا ہے

جب 1916ء میں مسٹر والٹر آنجہانی جو آل انڈیا وائی،ایم،سی،اے کے سیکرٹری تھے اور سلسلہ احمدیہ کے متعلق تحقیق کرنے کے لیے قادیان آئے تھے۔انہوں نے قادیان میں یہ خواہش کی کہ مجھے بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے کسی پرانے صحابی سے ملایا جائے۔اس وقت منشی اروڑا صاحب مرحوم قادیان میں تھے۔مسٹر والٹر کو منشی صاحب مرحوم کے ساتھ مسجد مبارک میں ملایا گیا۔مسٹر والٹر نے منشی صاحب مرحوم سے رسمی گفتگو کے بعد یہ دریافت کیا کہ آپ پر جناب مرزا صاحب کی صداقت میں سب سے زیادہ کس دلیل نے اثر کیا۔منشی صاحب نے جواب دیا کہ میں زیادہ پڑھا لکھا آدمی نہیں ہوں اور زیادہ علمی دلیلیں نہیں جانتا۔مگر مجھ پر جس بات نے سب سے زیادہ اثر کیا وہ حضرت صاحب کی ذات تھی۔جس سے زیادہ سچا اور زیادہ دیانتدار اور خدا پر زیادہ ایمان رکھنے والا شخص میں نے نہیں دیکھا۔انہیں دیکھ کر کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ شخص جھوٹا ہے۔باقی میں تو ان کے منہ کا بھوکا تھا۔مجھے زیادہ دلیلوں کا علم نہیں ہے۔یہ کہہ کر منشی صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یاد میں اس قدر بے چین ہو گئے کہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور روتے روتے ان کی ہچکی بندھ گئی۔اس وقت مسٹر والٹر کا یہ حال تھا کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ان کے چہرے کا رنگ ایک دُھلی ہوئی چادر کی طرح سفید پڑ گیا تھا اور بعد میں انہوں نے اپنی کتاب ’’احمدیہ موومنٹ‘‘ میں اس واقعہ کا خاص طور پر ذکر بھی کیا اور لکھا کہ جس شخص نے اپنی صحبت میں اس قسم کے لوگ پیدا کیے ہیں۔اسے ہم کم از کم دھوکے باز نہیں کہہ سکتے۔

(اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ 94-95)

غرض تاریخ ایسے بے شمار واقعات سے بھری پڑی ہے جن میں خدا تعالیٰ کے مامور اور مقدس وجودوں کے چہرہ کی ایک جھلک نے مخالفت کے جذبات سے پُر دلوں کو بھی محبت میں تبدیل کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے مرسل کی پہلی نظر سے گھائل ہو گئے۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: جوزف لامین کمارا۔معتمد مجلس خدام الاحمدیہ سیرالیون

ریجنل ریفریشر کورسز مجلس خدام الاحمدیہ سیرالیون

مکرم جوزف لامین کمارا صاحب معتمد مجلس خدام الاحمدیہ سیرالیون تحریر کرتے ہیں کہ

مجلس خدام الاحمدیہ سیرالیون کو ماہِ دسمبر 2021 و ماہِ جنوری 2022ء میں تمام ریجنز میں ریجنل عاملہ جات و لوکل قائدین ریجن کے ریفریشر کورسز کے انعقاد کی توفیق ملی۔ مکرم مولوی محمد مورث کمارا صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ سیرالیون کی رہنمائی و اجازت سے ریفریشر کورسز کے لئے ایک جامع پروگرام بنایا گیا اور ان ریفریشر کورسز کے لئے ممبران نیشنل عاملہ تشریف لے گئے۔ پروگرام کی مختصر رپورٹ پیشِ خدمت ہے۔

پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے کیا گیا۔عہد اور انفرادی تعارف کے بعد تمام ریجن سے آنے والے قائدین اور ممبران عاملہ سے اظہارِ تشکر کیا گیا۔ اور سب کو اپنی ذمہ داریاں احسن رنگ میں ادا کرنے کی تلقین کی اور اپنی عاملہ فعال بنانے پر زور دیا۔تمام شعبہ جات کا تعارف کروایا اور ذمہ داریاں بتائی گئیں۔ دستورِ اساسی و لائحہ عمل سے تمام شعبہ جات کی ذمہ داریاں پڑھ کر سنائیں گئیں اور اس بارہ میں سوالات کے جواب دیئے گئے۔ اس کے علاوہ رپورٹ فارم پُر کرنے کا طریق کار اور بروقت مرکز بھجوانے کی تلقین کی گئی۔مرکزی ممبرانِ عاملہ نے خدام

یونیفارم، میٹنگز میں شمولیت، شعبہ جات کی سکیمز بنانا، خدام الاحمدیہ مجلس شوریٰ کا تعارف اور خدام اور اطفال کے اچھے پروگرامز بنانے کے طریقہ کار کی وضاحت کی۔ پروگرام کے آخر پر رشتہ ناطہ کے حوالہ سے تفصیلی ہدایات دی گئیں اور سوال و جواب بھی ہوئے۔ اختتامی دعا کے بعد نمازِ ظہر ادا کی گئی اور بعد ازاں ظہرانہ پیش کیا گیا۔ اس پروگرام کو کامیاب بنانے میں ریجنل مبلغین کا بھرپور تعاون حاصل رہا۔

قارئین سے دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ بقیہ صفحہ 6 پر

چھوٹی مگر سبق آموز بات

سر درد کا علاج

حضرت مولانا غلام رسول راجیکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں
ایک مرتبہ مجھے خواب میں بتایا گیا کہ جس شخص کے سر میں درد ہو اس کے لئے یوں عمل کیا جائے کہ اس کی پیشانی پر لا کا حرف لکھتے جائیں اور درود شریف پڑھتے جائیں تو ان شاء اللہ درد دور ہو جائے گا۔ چنانچہ جب میں نے اس خواب کا ذکر ایک مرتبہ موضع پٹی مغلاں میں کیا تو وہاں کے ایک احمدی دوست مرزا افضل بیگ صاحب نے اس کا بارہا تجربہ کیا اور لوگوں کو فائدہ پہنچایا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

(حیاتِ قُدسی حصہ دوم صفحہ 40)

(مرسلہ: ثمرہ خالد جرمنی)

فقہی کارنر

مہر کی مقدار

مہر کے متعلق ایک شخص نے پوچھا کہ اس کی تعداد کس قدر ہونی چاہئے؟ فرمایا

تراضی طرفین سے جو ہو اس پر کوئی حرف نہیں آتا اور شرعی مہر سے یہ مراد نہیں کہ نصوص یا احادیث میں کوئی اس کی حد مقرر کی گئی ہے بلکہ اس سے مراد اس وقت کے لوگوں کے مروجہ مہر سے ہوا کرتی ہے ہمارے ملک میں یہ خرابی ہے کہ نیت اور ہوتی ہے اور محض نمود کے لئے لاکھ لاکھ روپے کا مہر ہوتا ہے صرف ڈراوے کے لئے یہ لکھا جایا کرتا ہے کہ مرد قابو میں رہے اور اس سے پھر دوسرے نتائج خراب نکل سکتے ہیں نہ عورت والوں کی نیت لینے کی ہوتی ہے اور نہ خاوند کی دینے کی۔ میرا مذہب یہ ہے کہ جب ایسی صورت میں تنازعہ آپڑے تو جب تک اس کی نیت یہ ثابت نہ ہو کہ ہاں رضا و رغبت سے وہ اسی قدر مہر پر آمادہ تھا جس قدر کہ مقرر شدہ ہے تب تک مقرر شدہ نہ دلایا جاوے اور اس کی حیثیت اور رواج وغیرہ کو مدنظر رکھ کر پھر فیصلہ کیا جاوے کیونکہ بدنیتی کی اتباع نہ شریعت کرتی ہے اور نہ قانون۔

(بدر 8 مئی 1903ء صفحہ 123)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ یوکے)

طلوع وغروب آفتاب

17مارچ2022ء		طلوعِ فجر	غروبِ آفتاب
مکہ مکرمہ		05:12	18:31
مدینہ منورہ		05:11	18:31
قادیان		05:15	18:38
ربوہ		04:55	18:18
اسلام آباد ٹلفورڈ		04:43	18:10